إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (آل عمران: ۷۴) «... عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا» (بنی إسرائیل: ۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۱۷ فروری ۱۹۹۵ء شمارہ ۷

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا

مدت دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گزشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اس پر شہادت دیتا ہے کہ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی امید ہوتی ہے لیکن جس امر میں جلد جواب مل جاتا ہے وہ ہونے والا نہیں ہوتا۔ عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لئے جاتا ہے اور نہایت اضطراب اور عاجزی سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اس کو بھی کچھ شرم آ ہی جاتی ہے۔ خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے۔ تو کیا دعا کرنے والے کا ایک معمولی سائل جتنا بھی استقلال نہیں ہونا چاہئے؟ خدا تعالیٰ جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اس کا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اس کے آستانہ پر گرا ہوا ہے تو کبھی اس کا انجام بد نہیں کرتا۔ جیسے ایک حاملہ عورت چار پانچ ماہ کے بعد کہے کہ اب بچہ پیدا کیوں نہیں ہوتا اور اس خواہش میں کوئی مسقط دوائی کھالے تو اس وقت کیا بچہ پیدا ہو گا یا ایک مایوسی بخش حالت میں وہ خود مبتلا ہو گی؟ اسی طرح جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے وہ نقصان ہی اٹھاتا ہے۔ اور نہ نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک نجار تھا اس کی عورت بیمار ہوئی اور آخر وہ مر گئی۔ اس نے کہا اگر خدا ہوتا تو میں نے اتنی دعائیں کی تھیں وہ قبول ہو جاتیں اور میری عورت نہ مرتی۔ اس طرح پر وہ دہریہ ہو گیا۔ لیکن سعید اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اس کا ایمان بڑھتا اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے۔ زمین کی دولتیں خدا تعالیٰ کے آگے کیا چیز ہیں وہ ایک دم میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ کیا دیکھا نہیں ہے کہ اس نے اس قوم کو جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیا اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان اگر تقویٰ اختیار کرے، خدا تعالیٰ کا ہو جاوے تو دنیا میں اعلیٰ درجہ کی زندگی ہو مگر شرط یہی ہے کہ صادق اور جواں مرد ہو کر دکھائے، دل متزلزل نہ ہو اور اس میں کوئی آمیزش ریاکاری و شرک کی نہ ہو۔ ابراہیم علیہ السلام میں وہ کیا بات تھی جس نے اس کو ابو الملت اور ابو الحنفاء قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس قدر عظیم الشان برکتیں دیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں یہی صدق اور اخلاص تھا۔

دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا کی تھی کہ اس کی اولاد میں سے عرب میں ایک نبی ہو۔ پھر کیا وہ اسی وقت قبول ہو گئی؟ ابراہیم کے بعد ایک عرصہ دراز تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس دعا کا کیا اثر ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں وہ دعا پوری ہوئی اور پھر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے ہیں اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے۔ اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا "لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ" (الحج: ۳۸)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسی طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کی روح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیاز مندی اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہے اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر (۲) پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

رمضان المبارک ۱۴۱۵ ہجری قمری کے آغاز کے ساتھ پروگرام "ملاقات" میں یہ تبدیلی ہوئی ہے کہ اب سابقہ طریق کے مطابق مختلف کلاسوں کی بجائے (جمعہ کے علاوہ) روزانہ درس القرآن کا پروگرام ہوتا ہے جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں۔ یہ درس اردو زبان میں ہر روز لندن کے وقت کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر سے ایک بجے بعد دوپہر تک ہوتا ہے۔ یہ درس القرآن Live پروگرام کے طور پر .M.T.A کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے اور ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔

گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کی رپورٹ حسب ذیل ہے:

ہفتہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۵ء:

آج احمدی بچوں اور بچیوں کے ساتھ تعلیمی کلاس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے حسب سابق بہت بے تکلفی کے ماحول میں بچوں سے دینی اور علمی باتیں کیں۔ ایک بنگالی بچی نے بنگالی زبان میں ایک نظم سنی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارہ میں مزید گفتگو فرمائی۔ بچوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ رمضان المبارک میں سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کریں۔ اور ترجمہ بھی سیکھ لیں۔ یہ طے پایا کہ بچوں کی آئندہ کلاس عید الفطر کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۱ مارچ کو منعقد ہو گی۔

اتوار ۲۹ جنوری ۱۹۹۵ء:

آج محمود ہال (لندن) میں مجلس انصار اللہ یو۔ کے۔ کے زیر اہتمام ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے سوا دو گھنٹے تک غیر مسلم مہمانوں کے درج ذیل سوالات کے جوابات دیئے۔

(۱) کیا بانی جماعت احمدیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کوئی معجزات دکھائے ہیں۔
(۲) مغربی معاشرہ میں رہنے والی عورتیں اس بات کو کیسے قبول کر سکتی ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حقوق حاصل نہیں؟
(۳) خدا کی معرفت کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟
(۴) 100 Years History of the Palestine نامی کتاب میں ذکر ہے کہ دنیا میں تازہ پانی کے بارہ چشمے ہیں۔ کیا زمزم کا ان چشموں سے تعلق ہے؟
(۵) Religion —— the missing dimension of the State Craft کتاب کے بارہ میں ایک سائل کا بیان اور اس پر تبصرہ۔
(۶) انسانیت کی روحانی اور مادی بہبود کے سلسلہ میں وہ کون سی تعلیم یا خوبی ہے جو دیگر مذاہب میں تو مفقود ہے مگر اسلام اور بالخصوص احمدیت میں پائی جاتی ہے؟
(۷) ایسے غیر مسلم جو نیک تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں ان سے خدائے رحیم کا قیامت کے روز کیا سلوک ہو گا۔ کیا ان سب کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا؟
(۸) Holy Spirit اور Ten Commandments کی وضاحت۔
(۹) جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمان فرقوں میں کیا فرق ہے اور اس فرق کی وجہ کیا ہے؟
(۱۰) اسلام میں Ethical مسائل کے حل کے لئے قرآن و حدیث کے علاوہ کس سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔
(۱۱) مسلمانوں کے دیگر فرقے احمدیوں کو کس بناء پر کافر قرار دیتے ہیں؟
(۱۲) مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہونے کی وضاحت؟
(۱۳) کیا سب مذاہب انسان کی خدا کی طرف راہنمائی کرتے ہیں؟
(۱۴) جانوروں کا گوشت کھانے کے بارہ میں اسلامی تعلیم میں جو اجازت ہے کیا ابدی ہے۔
(۱۵) مغربی دنیا اور اسلام کے بارہ میں ایک عمومی سوال اور اس پر حضور کا تبصرہ۔
(۱۶) آپ حج یا عمرہ کے لئے کب جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

سوموار و منگل۔ ۳۰، ۳۱ جنوری ۱۹۹۵ء:

ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی طریقہ علاج کی دو کلاسیں (نمبر ۶۵ اور ۶۶) منعقد ہوئیں۔

بدھ یکم فروری ۱۹۹۵ء:

آج ترجمۃ القرآن کی ۳۹ ویں کلاس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت ۷۷ تا ۸۸ کا ترجمہ سکھایا۔

جمعرات ۲ فروری ۱۹۹۵ء:

آج سے برطانیہ میں رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ رمضان المبارک کے خصوصی پروگرام کے طور پر حضور انور نے تفصیلی درس القرآن کے سلسلہ کا آغاز فرمایا اور اس مقام سے درس کا آغاز فرمایا جہاں تک گزشتہ سال درس دیا گیا تھا۔ یہ مقام سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۰ ہے۔

جمعۃ المبارک ۳ فروری ۱۹۹۵ء:

آج جمعہ کی وجہ سے درس القرآن نہیں ہوا۔ اس وجہ سے ۲۰ اپریل ۱۹۹۴ء کو منعقد ہونے والی ایک مجلس سوال و جواب دوبارہ نشر کی گئی۔

(ع۔ م۔ ر)

اداریہ

رمضان مبارک کا آخری عشرہ شروع ہونے کو ہے۔ غیر معمولی برکتوں اور رحمتوں سے معمور یہ وہ عشرہ ہے جس کے بہت سے فضائل احادیث نبویہ میں مذکور ہیں۔ اسی عشرہ میں وہ خاص رات بھی آتی ہے جسے "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے۔ ہاں ہر قسم کے شرف اور بزرگی کی حامل وہ "لیلہ مبارکہ" جس میں خدائے عزوجل اپنے محبوب بندے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہمکلام ہوا اور آپ کو وہ پاک کلام عطا ہوا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ ہاں وہی ظلمت اور تاریکی کا وقت جس میں خدائے بزرگ وبرتر نے "ایسا عظیم الشان نور نازل فرمایا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلایا"۔ ہاں وہی مقدس رات جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جس میں کثرت سے فرشتے اترتے ہیں اور خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امت کو تعلیم فرمائی ہے کہ رمضان کے آخری دس ایام میں طاق راتوں میں خصوصیت سے اس بابرکت لیلۃ القدر کی تلاش کرو اور اگر تم اسے پاؤ تو خدا سے یوں التجا کرو اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف فرما دے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کی رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے۔ اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک قدر رکھتا ہے"۔

آج کے زمانے کی حالت بھی جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں ایک نہایت تاریک رات کے مشابہ ہے لیکن خدائے رحیم و کریم نے اس زمانے کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے اور نور قرآن سے دنیا کو منور کرنے کے لئے اپنے وعدہ "و آخرین منہم لما یلحقوا بہم" کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے غلام کامل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں"۔

پس کس قدر خوش نصیب ہیں مسیح محمدی سے وابستہ آپ کے وہ سچے متبعین جو "اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت" پر مضبوطی سے قائم ہوتے ہوئے انوار الٰہیہ کو جذب کرنے والے ہیں۔ جن پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جو سچی رویاء و کشوف اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے شرف سے نوازے جاتے ہیں۔ جن کی ہر رات اپنے پیارے اللہ سے ملاقات کی رات ہوتی ہے اور جیسا کہ کسی نے کہا ہے "کُلُّ لَیَالِی الْوَصْلِ لِیْ لَیْلَۃُ الْقَدْر" (کہ وصل کی ہر رات میرے لئے لیلۃ القدر ہی ہے) ان کی ہر رات لیلۃ القدر بن جاتی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کے صدق اور صبر اور زہد اور عبادت سے جگمگاتی ہوئی راتیں ان کے دنوں سے کم روشن ہیں۔ اے خدا تو ہمیں بھی ہمیشہ کے لئے ان خوش نصیبوں میں شامل فرما۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التحریم: ۹)۔

ارشادات عالیہ

مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آ ہی جائے گا۔ اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے ہنسی آ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جس قدر جسم میں نیاز مندی کی حالت دکھاتا ہے اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیاز مندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آ کر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دوران خون بھی قلب کا ایک کام ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ قلب آب پاشی جسم کے لئے ایک انجن ہے۔ اس کے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم [مطبوعہ لندن] صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔

(بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

چادر سروں پہ کوئی تو اے آسمان دے
سایا اگر نہیں ہے تو سورج ہی تان دے
بیدار پانیوں کے کنارے مکان دے
داتا نئی زمین ـ نیا آسمان دے
صدیوں کو تو زبان دی ـ لہجہ عطا کیا
لمحہ بھی بولتا ہے اسے بھی زبان دے
برداشت ہوسکیں گے نہ فرقت کے فاصلے
دینا ہے کچھ تو قربتوں کے درمیان دے
سورج بکھیر دے میرے اندر صفات کے
اس دھوپ میں بھی روشنی کے سائبان دے
جس پر لکھے ہوئے ہوں صحیفے وصال کے
عہد غم فراق کو ایسی چٹان دے
ایسا نہ ہو کہ پھر کہیں ہو جائیں قلعہ بند
ہم لامکانیوں کو نہ کوئی مکان دے
لفظوں کے لب پہ حرف تمنا نہ آئے گا
اے عہد کے کلیم انہیں ترجمان دے
انکار کے بھنور میں ہے کشتی پھنسی ہوئی
باد مراد عشق کوئی بادبان دے
یہ عہد نو جو پیدا ہوا ہے ابھی ابھی
اٹھ اور اس کے کان میں مضطر اذان دے

(محمد علی)

رمضان کا آخری مبارک عشرہ

دوست ان ایام میں دعاؤں اور نوافل کی طرف خاص توجہ دیں!

(از قلم حضرت مرزا بشیراحمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

میری صحت اس وقت تک کسی لمبے تحقیقی مضمون کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اب بھی ہر روز ہلکا بخار ہو جاتا ہے لیکن کسی نیکی کے موقع کو ضائع کرنا بھی بڑی محرومی ہے۔ اس لئے دوستوں کے فائدہ اور خود اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے ذیل کا قلم برداشتہ نوٹ الفضل کو بھجوا رہا ہوں۔

ایک دو روز میں رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ جس طرح عبادت کے لئے رمضان کا مہینہ گویا سال بھر کے بارہ مہینوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے مہینہ کا نچوڑ اس کا آخری عشرہ ہے اور پھر اس آخری عشرہ کا نچوڑ لیلۃ القدر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رمضان کے آخری عشرہ میں آیا کرتی ہے۔ اس عشرہ کے متعلق مومنوں کی مادر مشفق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیٰ لَیْلَہٗ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ" (بخاری)

"یعنی رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کو باندھ لیتے تھے اور اپنی راتوں کو (جو گویا انسانی زندگی کا مردہ حصہ ہوتا ہے) زندگی کی روح سے معمور کر دیتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو خدا کی عبادت کے لئے بیدار رکھتے تھے"۔

یہ کیسے شاندار الفاظ ہیں جو حضرت عائشہؓ نے امت کے آقا و سردار اور اپنے سرتاجؐ کی عبادت کا نقشہ کھینچنے کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ یقیناً کوئی بہتر سے بہتر مصور بھی اس سے زیادہ دلکش تصویر نہیں تیار کر سکتا۔

شَدَّ مِئْزَرَہٗ میں جہاں اس طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مبارک ایام میں اپنی کمر کر کس کر گویا ایک مستعد اور جانثار خادم کی طرح اپنے آقا کے حضور ایستادہ کھڑے رہتے تھے وہاں ان الفاظ میں (جن کے معنی ازار کے کسنے کے ہیں) اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپؐ رمضان کے ان آخری ایام میں اپنی بیویوں کے پاس جانے سے بھی کنارہ کشی فرماتے تھے۔ کیونکہ حقیقۃً یہی روزہ کی باطنی روح ہے کہ مومن اپنے عمل سے ثابت کر دے کہ وہ خدا کے رستہ میں نہ صرف اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے بلکہ اسے اپنی نسل کی قربانی پیش کرنے میں بھی ہرگز کوئی تامل نہیں۔

اور اَحْیٰ لَیْلَہٗ کے الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ خدا کی سچی عبادت انسان کے اپنے نفس میں ہی زندگی کی روح نہیں پھونکتی بلکہ ارد گرد کی مردہ چیزوں میں بھی زندگی کی زبردست لہر پیدا کر دیتی ہے۔ یہ وہی لطیف نکتہ ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے کہ:

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

یعنی ہم قرآن شریف کو صرف اپنی ذات میں ایک زندہ چیز خیال کرتے تھے۔ جس طرح کہ موسیٰ کا عصا بظاہر بے جان ہونے کے باوجود ایک زندہ چیز تھا۔ لیکن جب سوچا تو نظر آیا کہ وہ صرف اپنی ذات میں ہی زندہ نہیں بلکہ حقیقۃً زندگی بخش بھی ہے کیونکہ جو چیز بھی اس کے ساتھ چھوتی ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔

اور "لَیْلَہٗ" (اپنی رات) کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راتیں ویسے ہی ہمیشہ عبادت کے ذریعہ زندہ رہتی تھیں تو پھر اس شاندار زندگی کا کیا کہنا ہے جو ایک پہلے سے زندہ چیز کو آپ کی مخصوص عبادت سے حاصل ہو جاتی تھی۔

بالآخر "اَیْقَظَ اَھْلَہٗ" کے لطیف الفاظ بھی ایک خاص حقیقت کے حامل ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج عام ایام میں بھی تہجد کی نماز کے لئے اٹھا کرتی تھیں تو پھر آخری عشرہ کے تعلق میں خاص طور پر ایقظ اھلہ کے الفاظ استعمال کرنے میں اس کے سوا کیا اشارہ ہو سکتا ہے کہ یہ راتیں ازواج مطہرات کی گویا کلی طور پر جاگتے ہی کٹتی تھیں۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل وعیال کا یہ پاک نمونہ تھا تو دوسرے لوگوں کا بدرجہ اولیٰ فرض ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ کو خصوصاً خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دیں۔ اور آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت مقرر کرنا بھی دراصل اسی لطیف تحریک کی غرض سے ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ظاہر ہے اعتکاف ایک قسم کی عارضی اور وقتی رہبانیت ہے اور گو خدا کی حکمت ازلی نے مسلمانوں کو دائمی رہبانیت کی اجازت نہیں دی لیکن اعتکاف کی عبادت سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارا خدا کم از کم یہ ضرور چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں چند ایام ایسے بھی آئیں کہ وہ گویا دنیا کے دھندوں سے کلیۃً کٹ کر صرف خدا کے لئے زندگی گزار سکیں۔

بہر حال رمضان کا آخری عشرہ ایک نہایت ہی مبارک عشرہ ہے اور دوستوں کو اس عشرہ میں اپنے آقا کی مبارک سنت کے مطابق "شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیٰ لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ" کا کم از کم کچھ تو نمونہ پیش کرنا چاہئے۔

پھر جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے اس عشرہ میں ایک رات ایسی آتی ہے جو اس مخصوص عشرہ کی بھی جان اور گویا روح کی روح ہے۔ اس رات کو اسلام میں "لیلۃ القدر" کا نام دیا گیا ہے جس کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔ یعنی (۱) عزت اور بڑائی کی رات جس میں انسان خدا کا قرب حاصل کرتا ہے۔ (۲) قوت اور قدرت والی رات جو ہر گرے ہوئے شخص کو اوپر اٹھانے کی طاقت رکھتی ہے بشرطیکہ وہ خود اپاہج ہو کر نہ بیٹھ جائے اور (۳) وہ رات جس میں ہر شخص کی قدر اور پہنچ علیحدہ علیحدہ پہچانی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے دیکھ لیتے ہیں کہ کون کس پانی میں ہے۔ اس رات کو خدا کی ازلی حکمت نے (جو مومنوں کو تکیہ کر کے بیٹھ جانے سے بچانا چاہتا ہے) اخفا کے پردہ میں رکھا ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ضرور فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یعنی اکیسوں، تیسویں، پچیسویں ستائیسویں یا انتیسویں رات اور حدیث میں زیادہ امکان ستائیسویں رات کا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابی بن کعبؓ نے ایک موقعہ پر قسم کھائی کہ لیلۃ القدر یہی ستائیسویں رات ہے (صحیح مسلم)۔ ممکن ہے کہ یہ اس مخصوص سال کے متعلق ہو مگر بہر حال اتنا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر رمضان کی ستائیسویں رات جمعہ کی رات ہو تو وہ خدا کے فضل سے بالعموم لیلۃ القدر ہوتی ہے اور عقل بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جس رات میں تین برکتیں جمع ہو جائیں یعنی اول جمعہ کی برکت جو گویا ہفتہ بھر کی نمازوں کی عید ہے اور دوسرے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق رات کی برکت اور تیسرے ستائیسویں رات کی برکت جس کی طرف حدیث میں اشارہ ملتا ہے۔ تو بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ اسے خدا کی مخصوص برکتوں سے خالی نہیں سمجھا جا سکتا۔ گو پھر بھی کسی ایک رات پر تکیہ کر کے بیٹھ جانا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسری رات ہو اور اس طرح انسان اصل لیلۃ القدر کی برکات سے محروم ہو جائے اور بہر حال جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش میں زیادہ راتیں جاگے گا وہ لازماً زیادہ ثواب بھی پائے گا اور یہی اس کے اخفاء کا راز ہے۔

حدیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ رمضان کی انتیسویں رات بھی بڑی برکتوں والی راتی ہوتی ہے چنانچہ جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی برکتوں اور بخششوں کا ذکر فرمایا تو بعض صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا یہی لیلۃ القدر ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں یہ تو نہیں کہتا مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ (چونکہ یہ رات بسا اوقات رمضان کی آخری رات ہوتی ہے اور بہر حال طاق راتوں میں وہ لازماً آخری رات ہوتی ہے) اس لئے جس طرح ایک شفیق مالک اپنے مزدور کی مزدوری ختم ہوتے ہی فوراً اجرت دینے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح ہمارا آسمانی آقا بھی انتیسویں رات کو اپنے بندوں کو بڑھ چڑھ کر اور نقد بنقد اجرت دینے کے لئے گویا بےقرار رہتا ہے۔ (مسند احمد)۔ پس میں اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ اس رات کی برکت کو بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ گویا رمضان کا آخری تیر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی طریق تھا کہ آپ رمضان کے مہینہ میں خاص طور پر زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس مہینہ میں آپؐ کا ہاتھ صدقہ و خیرات میں اس طرح چلتا تھا کہ گویا وہ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی اور لازماً آپؐ کا یہ صدقہ و خیرات رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ عید کے قریب جو صدقۃ الفطر مقرر کیا گیا ہے اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ ایک تو اس ذریعہ سے رمضان کے آخر میں رمضان کی کمزوریوں کا کفارہ ہو جائے اور دوسرے عید کے مخصوص موقعہ پر غریب بھائیوں کی امداد کا بھی ایک رستہ کھل جائے۔ پس صاحب توفیق دوستوں کو رمضان میں صدقہ و خیرات کے پہلو کی طرف سے بھی ہرگز غافل نہیں ہونا چاہئے اور فطرانہ تو بہر حال ہر ذو استطاعت مسلمان پر فرض بھی ہے۔

رمضان کے مہینہ کو دعاؤں اور ان کی قبولیت کے ساتھ بھی خاص تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:

"اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ○ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ...."

(سورہ بقرہ)

"یعنی اے رسول جب میرے بندے تجھ سے رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کے متعلق پوچھیں تو ان سے کہہ دو کہ میں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے بہت قریب ہو جاتا ہوں اور دعا کرنے والوں کی دعاؤں کو زیادہ سنتا اور زیادہ قبول کرتا ہوں"

پس نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جسے رمضان جیسا مبارک مہینہ میسر آئے اور وہ اس میں خدا سے دعائیں کر کے اپنے لئے اور اپنے خاندان اور اپنی قوم کے لئے برکات کا ذخیرہ نہ جمع کرے اور دعاؤں کے لئے کوئی تخصیص نہیں کہ صرف دین کی دعائیں ہوں اور دنیا کی دعائیں نہ ہوں بلکہ حسب ضرورت اور حسب حالات ہر قسم کی دعائیں مانگی جا سکتی ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی شخص کو دنیا کی کوئی ایسی اشد ضرورت درپیش ہے جو اس کی توجہ کو منتشر کر رہی ہے تو اسے چاہئے کہ ضرور اس دنیوی ضرورت کے لئے دعا کرے ورنہ وہ اس شخص کے حکم میں آ جائے گا جو پیشاب اور پاخانہ کی فوری اور شدید ضرورت کے وقت بھی نماز پڑھنے چلا جاتا ہے اور پھر نماز میں بے چین رہ کر پریشان خیالی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے حکم دیا ہے کہ پیشاب اور پاخانہ وغیرہ کی شدت کے وقت نماز پڑھنے کی بجائے پہلے اپنی حاجت کو رفع کرو اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو۔ پس گو اصولی طور پر دینی دعائیں بہر حال ضروری اور مقدم ہیں لیکن اگر کسی شخص کو کوئی دنیوی ضرورت پریشان کر رہی ہو اور وہ اس طرف سے توجہ نہ ہٹا سکے تو اس کے لئے بجا طور پر اس دنیوی ضرورت کی طرف توجہ دینا زیادہ مقدم ہو جاتا ہے۔ ہاں جس شخص کی ساری دعائیں دنیا ہی کے لئے وقف ہوتی ہیں وہ ہرگز سچا مومن نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایک طرح سے وہ قرآنی وعید "ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا" کے ماتحت آتا ہے پس اعلیٰ مقام یہی ہے کہ عام حالات میں دینی اور جماعتی دعاؤں کو مقدم کیا جائے اور اگر خدا کسی شخص کو یہ توفیق دے کہ اس کی ساری دعائیں ہی دینی اور جماعتی ضرورتوں کے لئے وقف ہوں اور اس کی دنیوی ضرورتیں اس کے دل میں ہرگز کوئی پریشان خیالی نہ پیدا کر سکیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسے شخص کی دنیوی ضرورتوں کو خدا پورا فرمائے گا کیونکہ خدائے غیور و ودود سے یہ بات قطعاً بعید ہے کہ ایک شخص اپنی ساری دعائیں اس کے دین اور اس کی جماعت کے لئے وقف کر دے اور وہ پھر بھی اسے دنیا کی ذلت اور ناداری اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لعنت میں مبتلا رکھے۔ ایسے شخص کے لئے یقیناً زمین خود برکت کی فصل اگائے گی اور آسمان اس پر بے مانگے رحمت کی بارش برسائے گا بشرطیکہ وہ صبر اور رضا کے مقام پر قائم ہو مگر افسوس کہ ایسے لوگ کم ہیں، بہت کم۔

بہر حال میں اپنے عزیزوں اور دوستوں اور

بزرگوں سے کہتا ہوں کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ کی برکات سے فائدہ اٹھائیں، کمروں کو باندھیں، اپنی راتوں کو زندہ کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیداری کی تحریک کریں اور بہرحال ان بابرکت لیل و نہار کو خاص نوافل اور قرآن خوانی اور ذکر الٰہی اور دعاؤں اور صدقہ و خیرات میں گزاریں اور گو رمضان کی مخصوص نفلی نماز تہجد ہے لیکن دوستوں کو دن کے نوافل کو بھی نہیں بھلانا چاہئے جو ضحی کی نماز کی صورت میں مقرر کئے گئے ہیں اور نوافل میں یہی حکمت ہے کہ جس طرح ایک محبت کرنے والی ماں خوراک کا وقفہ لمبا ہو جانے پر اپنے بچے کو نیند سے جگا کر بھی دودھ پلاتی ہے تا اس میں کمزوری نہ پیدا ہو۔ اسی طرح ہمارا حکیم و علیم خدا عشاء اور صبح کی نمازوں میں وقفہ لمبا ہو جانے پر اپنے بندوں کو رات کے وقت جگاتا ہے کہ اٹھو تمہاری دو عبادتوں کا درمیانی وقفہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے ہمت کرو اور اٹھ کر یہ تھوڑی سی روحانی غذا کھا لو اور یہی حکمت ضحی کی نماز میں ہے کہ چونکہ صبح اور ظہر کی نمازوں کے درمیان بھی وقفہ زیادہ لمبا ہو جاتا ہے اس لئے اس وقفہ میں بھی ایک نفل نماز رکھ دی گئی ہے تا کہ سچے مومنوں پر خدا کی جدائی کا زمانہ لمبا ہو کر روحانی کمزوری کا باعث نہ بن جائے۔ مگر دوسری طرف کمال حکمت سے ان نمازوں کو فرض بھی نہیں کیا گیا تا کہ وہ بوجھ کا باعث بھی نہ بن جائیں اور خود بخود خوشی سے پڑھنے کے نتیجہ میں ثواب بھی زیادہ ہو اس لئے ایک حصہ کو فرض قرار دے دیا اور دوسرے کو نفل۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اشراق یا چاشت کی نماز کوئی جداگانہ نماز نہیں بلکہ ضحی کی نماز ہے جسے لوگوں نے زیادہ نام دے دئے ہیں اور بعض انہیں غلطی سے الگ الگ سمجھنے لگ گئے ہیں۔

بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر مومن مسلمان کو چاہئے کہ وہ حتی الوسع ہر رمضان میں اپنی کسی ایک کمزوری کو دور کرنے اور اس سے تائب ہونے کا عہد کرے تا کہ اس کا رمضان صرف ایک جنرل ٹانک ہی ثابت نہ ہو بلکہ کسی معین بیماری کا علاج بھی مہیا کرے۔ ظاہر ہے کہ قریباً ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے پس ہر انسان اپنے دل میں اپنی کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اس کے متعلق خدا سے عہد کر سکتا ہے کہ میں آئندہ اس بدی کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ مثلاً (۱) نمازوں میں سستی، (۲) روزوں میں سستی، (۳) زکوٰۃ میں سستی، (۴) چندوں میں سستی، (۵) تبلیغ کی طرف سے بے توجہی، (۶) مرکز کے ساتھ وابستگی میں بے توجہی، (۷) احمدیت کے مخصوص احکام میں غفلت، (۸) اولاد کو احمدیت اور اسلام کی تعلیم پر قائم کرنے میں غفلت، (۹) والدین کی خدمت کرنے میں غفلت، (۱۰) بیوی یا خاوند کے ساتھ بدسلوکی، (۱۱) ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی، (۱۲) گالی گلوچ کی عادت، (۱۳) بدنظری کی عادت، (۱۴) وعدہ خلافی کی عادت، (۱۵) قرض لے کر واپس نہ کرنے کا مرض، (۱۶) کاروبار میں بددیانتی، (۱۷) رشوت ستانی، (۱۸) بیوی کو بے پردہ کرنے کی طرف میلان، (۱۹) سینما کا شوق، (۲۰) تمباکو نوشی کا چسکہ وغیرہ وغیرہ بیسیوں قسم کی کمزوریاں ہیں جن میں سے کسی ایک کے متعلق انسان اپنے دل میں خدا سے عہد کر کے رمضان میں تائب ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کو یہ بے نظیر خوشی بھی حاصل ہوگی کہ میرا یہ رمضان میرے لئے بہرحال روحانی برکت سے خالی نہیں گیا۔ کیونکہ وہ معین طور پر جانتا ہوگا کہ میں نے خدا کے فضل سے اس رمضان میں فلاں کمزوری پر غلبہ حاصل کیا ہے۔

جماعتی دعاؤں میں (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود، (۲) اسلام اور احمدیت کی ترقی، (۳) موجودہ جماعتی امتحان میں جماعت کی سرخروئی، (۴) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی صحت اور لمبی عمر اور حضور کے کاموں میں برکت، (۵) جماعت کے مبلغین اور دیگر کارکنوں کی خدمات کی مقبولیت، (۶) درویشان قادیان کے نیک مقاصد کے حصول اور (۷) جب تک قادیان بحال نہیں ہوتا مرکز ربوہ کے استحکام کے لئے دعاؤں کو خاص طور پر مقدم رکھنا چاہئے۔ اور یقیناً جو شخص خدا کے کام کو مقدم رکھتا ہے اسے خدا بھی اپنی توجہ میں مقدم رکھے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

(روزنامہ الفضل، لاہور، ۸ جولائی ۱۹۵۰ء)

بقیہ یاد محمودؓ

پھر جو کمی رہ گئی تھی اور برصغیر پاک و ہند کے دیہاتی علاقوں میں تعلیم و تربیت کے لئے وقف جدید انجمن احمدیہ کو قائم فرمایا۔ اس طرح صدر انجمن احمدیہ کو Supplement کرنے کے لئے تحریک جدید اور وقف جدید کی انجمنیں قائم فرمائیں اس کے علاوہ آپ نے لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ کے نام سے ذیلی تنظیمیں قائم فرمائیں اور ان کے دائرہ کار کو متعین فرمایا۔ یہ سب ادارے خلیفہ وقت کی تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائم کئے گئے۔

جماعتوں میں حضرت مصلح موعودؓ نے امارت کا نظام جاری فرمایا اور امیر کو جماعتوں یا متعلقہ ضلع یا صوبہ یا ملک کے مقامی امور کے لئے اپنا نائب قرار دیا۔ اس طرح آپ نے نظام جماعت کو ایسا مستحکم فرمایا کہ ان کو ایسا لائحہ عمل دیا کہ اس پر عمل پیرا ہو کر سارا نظام اور ساری جماعت خود بخود ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی چلی گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ نظام جماعت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اول خلیفہ وقت (حضرت مسیح موعودؑ کی نیابت میں نظام جماعت کا واجب الاطاعت امام جو خدا کی طرف سے کھڑا کیا جاتا ہے)۔ دوئم جماعت احمدیہ یعنی افراد جماعت۔ سوئم انتظامی ادارے اور شعبہ جات۔

○ خلیفہ وقت کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار ان الفاظ میں وضاحت فرمائی

" تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا "۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم)

○ حضرت مصلح موعودؓ کی جماعت احمدیہ کے درد اور ان کی ترقی کے لئے راتوں کو جو کیفیت ہوتی تھی اس کا نقشہ اپنے منظوم کلام میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے آپ کی بیماری کے دوران " تحریک دعائے خاص " کے عنوان سے ان الفاظ میں کھینچا

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر فرمایا:

" جب بھی مخالفین نے ہم پر حملہ کیا اور دنیا نے یہ سمجھا کہ اب جماعت کا بچنا مشکل ہے۔ تو اس وقت دشمن کے چلائے ہوئے سب تیر اپنے سینے پر اس نے سہے۔ ہم راتوں کو آرام کی نیند سوتے تھے کیونکہ ہمیں علم ہوتا تھا کہ ایک دل ہے جو ہمارے لئے تڑپ رہا ہے اور جو اپنے مولا کے حضور راتوں کو جاگ جاگ کر بڑی عاجزی سے یہ عرض کر رہا ہے کہ اے میرے خدا یہ تیرے مسیح کا لگایا ہوا پودا ہے یہ بے شک کمزور ہے لیکن اسی کے ذریعہ تیرے محمدؐ کا نام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے اگر یہ پودا برباد ہو گیا تو الٰہی تیرے محمدؐ کا نام دنیا میں کیسے بلند ہوگا "۔

(خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء)

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام جماعت کو قائم رکھنے اور چلانے کی پوری ذمہ داری خلیفہ وقت پر ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت جماعت کے مخلصانہ مشوروں کو Encourage کرتے ہیں اور شوریٰ کی شکل میں خلیفہ وقت بعض اہم امور پر جماعت کے منتخب نمائندوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ چنانچہ مشاورت کا نظام بھی حضرت مصلح موعودؓ نے ہی جماعت احمدیہ میں جاری فرمایا۔

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس قدر کام کئے کہ انسانی ذہن اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نظام جماعت کو آپ نے اس قدر مستحکم کیا اور اس پر عمل کرنے کی بار بار یاد دہانی کروائی کہ جماعت کے اندر وہ نظام رچ بس گیا۔

○ آئندہ خطرات کے پیش نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آئندہ انتخاب خلافت کے لئے ایسے قواعد و ضوابط مرتب فرمائے کہ ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں کسی قسم کے فتنہ کی گنجائش نہ رہی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اس قدر یقین تھا کہ جو طریق آئندہ خلافت کے انتخاب کے لئے آپ نے تجویز فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

" جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق ..... جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں ..... کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے .... پس میں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ ...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی "۔

(خطاب جلسہ سالانہ، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء، بحوالہ خلافت اسلامیہ صفحہ ۱۸،۱۷)

غرض حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہر لحاظ سے کامل اور غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے آپ کا وجود شعائر اللہ میں سے تھا اور اتنی بڑی کامیابی ہر ایک کے مقدر میں نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات اپنے قرب میں بڑھاتا چلا جائے اور آپ کی ازواج، اولاد، خاندان اور کل عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کو نسلاً بعد نسل اپنے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا چلا جائے۔ اللّٰھم آمین۔

ایک احمدی مسلمان پر قاتلانہ حملہ

[پریس ڈیسک] پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو شام کے وقت جب مکرم محمد اسحاق صاحب آف نواب شاہ سندھ اپنے گھر واپس جا رہے تھے کہ چار مسلح افراد نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں گھسیٹ کر ایک گلی میں لے گئے جہاں انہیں زد و کوب کیا گیا اور ان کی جیب سے مبلغ گیارہ ہزار روپے بھی نکال لئے۔ حملہ آوروں نے گلا دبا کر انہیں جان سے مارنے کی کوشش بھی کی۔ گلا گھوٹنے کی وجہ سے وہ بے جان ہو کر زمین پر گر گئے اور کافی دیر تک پڑے رہے۔ ایک راہگیر نے ان کی مدد کی اور انہیں سہارا دے کر ان کے گھر تک پہنچا دیا۔

مکرم اسحاق صاحب پیشہ کے اعتبار سے دوکاندار ہیں اور قائد علاقہ نواب شاہ کے والد ہیں نیز امیر جماعت احمدیہ نواب شاہ کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کی عمر ۷۰ سال بتائی جاتی ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں تمام پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کے ظلم سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لکھوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

Kenssy
Fried Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی طرف سے اگر مالی قربانیاں بڑھ رہی ہیں تو یہ اس بات کا ایک پیمانہ ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کے تقویٰ کا معیار بڑھ رہا ہے۔

[وقف جدید کے ۴۰ویں سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے مالی قربانی کے نظام کی حکمت اور اس کی برکات کا اثرانگیز تذکرہ]

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۶ جنوری ۱۹۹۵ء مطابق ۶ صلح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۷﴾

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (التغابن: ۱۶ تا ۱۸)

آج کے خطبے کا موضوع مالی قربانی ہے جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے مگر ان کے لئے جن کو ترجمہ آتا ہو اس لئے میں ابھی ان آیات کا ترجمہ بھی کروں گا۔ مالی قربانی اس تعلق میں ہے کہ وقف جدید کا انتالیسواں سال خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا ہے اور چالیسواں سال شروع ہو رہا ہے۔ پرانا یہی دستور رہا ہے کہ جس مہینے میں وقف جدید کا آغاز کیا گیا تھا اس مہینے میں یا اس کے بعد دسمبر کے کسی جمعہ میں نئے سال کے افتتاح کا اعلان ہو چونکہ وقف جدید کا آغاز سن ۵۹ء میں دسمبر کے مہینے میں ہوا تھا۔ (نومبر میں یا اکتوبر میں ہوا تھا) اس لئے پہلی دفعہ جو مالی تحریک ہوئی ہے وہ دسمبر کے جلسہ سالانہ پہ ہوئی۔ پس اس پہلی دفعہ کی نسبت سے بالعموم یہی دستور رہا ہے کہ جلسہ سالانہ میں جو بھی جمعہ آیا کرتا تھا اس میں اعلان ہوا کرتا تھا کبھی اگر مصروفیت کی وجہ سے وقف جدید کا اعلان نہ ہوسکے تو آئندہ سال جنوری کے پہلے جمعہ میں یہ اعلان ہو جاتا تھا۔ تو امسال بھی چونکہ قادیان کے جلسے کے سلسلے میں بہت سے امور پر گفتگو ہونی تھی اس لئے یہی فیصلہ ہوا کہ ہم جنوری کے پہلے خطبے میں ہی وقف جدید کا اعلان کریں گے۔

وقف جدید حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریکات میں سے سب سے آخری تحریک ہے لیکن چونکہ الٰہی منشاء کے مطابق جاری ہوئی تھی اس لئے اس سے متعلق آپ کو بہت ہی مبشر رؤیا بھی دکھائی گئیں اور جو ولولہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا اس کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میرے دل میں اتنا جوش ہے اس تحریک کے لئے کہ اگر جماعت میرا ساتھ نہ دے، جو ویسے ناممکن بات تھی۔ مگر احتمالاً ایک فرضی ذکر کے طور پر بعض دفعہ انسان یہ دلیل قائم کرتا ہے، تو اپنے قلبی جوش کے اظہار کے لئے آپ نے فرمایا کہ اگر میرا جماعت ساتھ نہ دے، تو مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، اپنے کپڑے بیچنے پڑیں تب بھی میں ضرور اس تحریک کو جاری کر کے رہوں گا اور یہ بیماری کے ایام کا آپ کا عزم ہے جب کہ بیماری کے ایام میں ارادے کمزور پڑ جایا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وقف جدید کو جو خدا تعالیٰ نے بعد میں برکتیں عطا فرمائیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ تحریک الٰہی تحریک ہی تھی اور جو ولولہ اللہ نے ڈالا تھا وہ الٰہی ولولہ ہی تھا جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ یہ تحریک اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکی ہے۔

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے اموال اور اولادیں محض فتنہ ہی تو ہیں "انما اموالکم واولادکم فتنة" - یہ ایک محض فتنہ ہی ہیں تمہارے لئے آ ائش کا ایک ذریعہ بنی ہوئی ہیں ورنہ تم اولادوں کو چھوڑ کر جب واپس چلے جاتے ہو تو کچھ بھی ساتھ نہیں لے کے جاتے۔ جب اموال کو چھوڑ کر چلے جاتے ہو تو خالی ہاتھ جاتے ہو۔ آزمائش میں جو تم پورے اترتے ہو وہی تمہاری دولت ہے یعنی وہی مال تمہارا ہے جو آزمائش میں پورا اترنے کے نتیجے میں نیک راہوں پر خرچ ہو اور اس کا حساب خدا تعالیٰ کے نزدیک دوسری دنیا میں منتقل ہو جائے۔ وہی اولاد تمہاری اولاد ہے جو تمہارے بعد آنے والے کل میں تمہارے لئے سربلندی کا موجب بنے، تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہو، تمہارے لئے دعاؤں کا موجب بنے، تمہارے درجات کی بلندی کا موجب بنے اور یہ چیزیں آزمائش کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں۔ تو فتنہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ساری اولاد فتنہ ہی ہوتی ہے۔ یہ تو بڑا سخت ایک ناپسندیدگی کا کلمہ ہے جو ہمارے ہاں اگر استعمال کیا جائے تو لوگ ناراض ہو جائیں کہ تمہاری اولاد ہے کہ فتنہ ہے تو ان معنوں میں مراد نہیں ہے۔ مال بھی فتنہ ہے اولاد بھی فتنہ ہے یعنی آزمائش کا ایک ذریعہ ہے اور اس فتنے سے اللہ کے فضل بھی حاصل ہوسکتے ہیں اور اس فتنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کھوئی بھی جاسکتی ہے تو فتنے میں دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ فتنے پر پورا اترنے والا بہت زیادہ فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ ہار جانے والا جو ہاتھ میں ہوتا ہے اس کو بھی کھو دیتا ہے۔

پھر فرمایا "واللہ عندہ اجر عظیم" اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ یعنی ان دونوں کو اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے اولاد کو بھی اور اموال کو بھی تو یاد رکھو کہ اجر خدا کے ہاتھ میں ہے اور عظیم اجر ہے۔ اس کی وسعت اس دنیا پر بھی حاوی ہے اور اس دنیا پر بھی حاوی ہے۔ عظیم کا ایک تو معنی ہے زیادہ۔ اور ایک عظمت اس چیز کو کہتے ہیں جس کے دائرہ سے کوئی چیز بھی باہر نہ رہے، وسیع ہو جائے، ہر چیز پر اس کا اثر وسیع ہو جائے۔ تو اس پہلو سے "اجر عظیم" کا میں یہ ترجمہ کر رہا ہوں کہ بہت بڑا اجر اور ایسا اجر جو دنیا پر بھی اپنی رحمت کا سایہ کئے ہوئے ہے اور آخرت پر بھی اپنی رحمت کا سایہ کئے ہوئے ہے۔

"فاتقوا اللہ ما استطعتم" پہلے بھی میں نے اس کا ذکر کیا تھا یہاں یہ نہیں فرمایا کہ "انفقوا فی سبیل اللہ ما استطعتم" یہ فرمایا ہے "فاتقوا اللہ ما استطتم" اور مضمون ہے خرچ کا۔ یعنی یہ حکمت واضح فرمائی جارہی ہے کہ تمہارے خرچ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اس خرچ میں دلچسپی ہے جو تقویٰ کی استطاعت بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جائے گا۔ اس خرچ میں دلچسپی ہے جو اللہ کے تقویٰ کی خاطر، اس کی رضا کی خاطر تم پیش کرو گے ورنہ محض مال میں تو کوئی دلچسپی نہیں ہے اللہ کو کیونکہ وہ سارا مال اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہی عطا کرتا ہے اسی نے سارا نظام اقتصادیات بنایا اور اسی کے قوانین کے تابع یہ جاری ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، جس سے چاہے چھین لے اس لئے مال کی بحث نہیں ہے، تقویٰ کی بحث ہے۔

اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے اور اسی غرض سے میں نے اس آیت کا آج کے لئے انتخاب کیا تھا کہ بعض دوست اپنی نادانی میں یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں جو مال مال کا چرچا ہو رہا ہے گویا کہ محض ایک تاجر ذہنیت کی جماعت ہے، ہر وقت مالوں کے مطالبے ہو رہے ہیں اور اس خیال کو بعض اپنی طرف سے تو پیش نہیں کرتے اپنے غیر احمدی دوستوں کی طرف منسوب کر کر کے پیش کرتے ہیں اور جو کرتا ہے وہ اپنے دل کا ایک داغ ضرور دکھا جاتا ہے ورنہ جو مالی نظام کو سمجھتا ہو اور خدا کی خاطر قربانی کرنے والا ہو اس کا غیر احمدی دوست اگر یہ بات کہے گا تو اس کو ہزار جواب وہ اپنی طرف سے دے سکتا ہے کہ تمہیں پتہ ہی کیا ہے تم لوگ تو خدمت دین کرنے کے لئے بھی بھکاری بنے ہوئے ہو یعنی بڑی بڑی امیر طاقتوں سے پیسے لیتے ہو تو خدمت کرتے ہو۔ خدمت دین تو وہ ہوتی ہے کہ اپنی جیب سے انسان خرچ کرے اور پھر خدمت بھی کرے اور پھر اللہ تعالیٰ نے تو سارے قرآن میں جگہ جگہ، صفحہ الٹیں تو مالی قربانی کا

ذکر ملتا ہے بلکہ خدا کے ساتھ بیعت کی شرط میں اس کو داخل فرمادیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:۱۱۱)

خدا کو اتنی ضرورت تھی مال کی کہ وہ بیعت جو خدا سے ہوتی ہے اس بیعت کی دو شرطیں ہیں ان کی جانیں بھی خدا نے لے لیں ان کے مال بھی لے لئے۔ یہ سودا ہوا ہے جس کے نتیجے میں ان کو جنت نصیب ہوگی۔ تو مال کی قربانی کا جو تعلق ہے وہ براہ راست مال کی حرص سے نہیں بلکہ مال کی حرص کے فقدان سے ہے۔ یہ مضمون ہے جس کا تقویٰ میں ذکر بیان فرمایا گیا ہے وہ قومیں جن کو مال کی حرص ہوتی ہے وہ خرچ کیسے کر سکتی ہیں خدا کی راہ میں، وہ نظام جو مال کی حرص سے آزادی دلاتا ہے وہی نظام ہے جو مالی قربانی پر چل سکتا ہے۔ اگر مال کی حرص کی قیمت بڑھانے والا نظام ہو تو کوئی چندے نہیں دے گا۔ سب کے ہاتھ بند ہو جائیں گے مٹھیاں بند ہو جائیں گی۔ تو ایسی متضاد بات کرتے ہیں جو اگر ذرا سی بھی عقل سے غور کریں تو کسی پہلو سے بھی سچی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اول خدا تعالیٰ جو مالک اور خالق اور قادر ہے اور رزق عطا فرمانے والا، اس کو وسعتیں دینے والا، اس میں کمی پیدا کرنے والا ہر طرح کے اختیار رکھتا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ تم سے جو میرا سودا ہے اس میں مال کی قربانی شامل ہے۔

> **وقف جدید کو جو خدا تعالیٰ نے برکتیں عطا فرمائیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں یہ تحریک، الٰہی تحریک ہی تھی اور جو ولولہ اللہ نے ڈالا تھا وہ الٰہی ولولہ ہی تھا جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہوا۔**

دوسرے، جگہ جگہ بار بار فرماتا ہے کہ فی سبیل اللہ خرچ کرو، فی سبیل اللہ خرچ کرو اور اسے ایک مومن کی سوچ کا ایک لازمی، ابدی جزو بنا دیا گیا ہے۔ آغاز ہی میں مومنوں کی تعریف، متقیوں کی تعریف ہی یہ فرمادی:

الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ (البقرة:)

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو، عبادت کو قائم کرتے ہیں اور تیسری بات "ومما رزقنٰهم ينفقون" جو ہم نے ان کو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ تو قرآن کریم کو جو سمجھتا ہے یا سرسری نظر سے بھی پڑھتا ہے اس کے ذہن میں جماعت کے مالی قربانی کے نظام پر کوئی اعتراض پیدا ہو ہی نہیں سکتا، اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور پھر جیسا کہ میں نے واقعات سے ثابت کیا ہے جہاں حرص کا سوال ہو وہاں مالی قربانی طوعی طور پر مانگی جا ہی نہیں سکتی۔ حرص کے برعکس مضمون ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہاں "فاتقوا اللہ ما استطعتم" فرمایا ہے تم نے اموال خرچ کرنے ہیں، بڑی بڑی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے لیکن یاد رکھنا کہ تقویٰ کا معیار بڑھاؤ گے تو یہ کر سکو گے ورنہ ہمارے تقاضے پورے نہیں کر سکو گے۔ اللہ سے تقویٰ کی استطاعت مانگو۔ تقویٰ بڑھے گا تو مال خود بخود پھوٹ پھوٹ کر خدا کی راہ میں نکلیں گے اور یہ ہمارا ساری زندگی کا تجربہ ہے، ساری زندگی کے تجربہ کا نچوڑ ہے کہ جن کا تقویٰ کا معیار بلند ہوتا ہے ان کے دلوں سے پہلے مال پھوٹتے ہیں پھر ان کی جیبوں سے نکلتے ہیں بعض دفعہ ایسا ان میں جوش پایا جاتا ہے کہ زبردستی روکنا پڑتا ہے۔

اور یہ آج کے زمانے کی بات نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے ہی میں یہ رسمیں جاری ہوئیں اور انہی کی آگے یہ شاخیں ہیں یا انہی کا ورثہ ہے جو ہم کھا رہے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں کسی نے کچھ مال پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا گھر کے لئے کچھ چھوڑ کے آئے ہو کہ نہیں؟ اور بعض دفعہ جواب ہوا کہ یا رسول اللہ، اللہ اور رسول کی محبت، وہی ذکر ہے جو گھر پہ چھوڑ آئے ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ پھر بعضوں سے قبول کیا اور بعضوں سے قبول نہیں کیا، بعضوں کو کہا آدھا کر دو۔ کسی سے تیسرا حصہ لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ اس میں حکمتیں کیا ہیں وہ تو اللہ نے بعض میں از خود ظاہر فرمادیں بعض صورتوں میں۔ مگر مراد یہی ہے کہ یہ جو رسمیں چلیں کہ سب کچھ حاضر کر دو یہ تقویٰ کے معیار سے براہ راست پھوٹی تھیں اور "فاتقوا اللہ ما استطعتم" کی ایسی زندہ مثالیں تھیں جنہوں نے دائمی ہو جانا تھا، ان کی نسل سے پھر آگے ایسی مثالوں نے پھوٹنا تھا۔

پس جماعت احمدیہ میں جو خدا کے فضل سے یہ عظیم الشان قربانی کے مظاہرے نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے۔ پس جماعت احمدیہ کی طرف سے اگر مالی قربانیاں بڑھ رہی ہیں تو یہ اس بات کا ایک پیمانہ ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کے تقویٰ کا معیار بڑھ رہا ہے، یہ اس بات کا پیمانہ ہے اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی حرص کم سے کم تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ بہت ہی عظیم الشان Tribute جس کو کہتے ہیں، ایک خراج تحسین ہے، جو جماعت کی قربانیاں عمومی حیثیت سے جماعت کو دے رہی ہیں۔ دنیا میں کوئی نہیں ہے جو ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا سکے، چیلنج ہے کوئی ہے تو آگے بڑھ کر قبول کر کے دکھائے۔ بسا اوقات میری گفتگو ہوئی ہے مستشرقین سے اور بعض بڑے بڑے سوچنے والوں سے اور ان سے جب میں نے یہ پہلو کھول کر بیان کیا تو بالکل گنگ ہو گئے۔ میں نے کہا تم کہتے ہو ایجنٹ کسی کے، الزام لگتا ہے تم پر، کوئی ایجنٹ بنا کے تو دکھاؤ کہ جو اپنی جیبوں سے خرچ کر رہے ہوں اور اپنی بقاء کے لئے کسی اور کے محتاج نہ ہوں۔ ایسے ایجنٹ پھر پاگل ہی ہوں گے۔ تو بہتر ہے پاگل کہا کرو بجائے ایجنٹ کہنے کے۔ ایجنٹ پیسے کھاتا ہے اور اگر وہ ایجنٹ نہ بھی ہو تو پیسے مانگ مانگ کے کام کرتا ہے۔ لیکن وہ کس قسم کا ایجنٹ ہے جو اپنا سب کچھ فدا کرتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر دیتا ہے، وقف زندگی کے نظام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے جب اس کو قبول نہ کیا جائے تو روتا ہوا احتجاج کرتا ہے اور جب اس کی مالی قربانیاں واپس کی جائیں تو بے چین زندگی گزارتا ہے۔ کئی ایسے احمدی ہیں جن کو بعض کمزوریوں کی وجہ سے یہ سزا دینی پڑی کہ تم سے چندہ وصول نہیں کیا جائے گا اور آئے دن مجھے خط ملتے ہیں ایک کل بھی ملا تھا کہ خدا کے واسطے بس کریں زندگی بے چین، بے قرار ہو گئی ہے، لطف اٹھ گیا ہے زندگی کا۔ پہلے ہم چندہ دیتے تھے تو اللہ کے احسان سے لطف اٹھاتے تھے کہ خدا نے ہمیں توفیق دی اور باقی مال کھانے کا مزہ آتا تھا اب تو سارا مال حرام لگتا ہے۔ تو جس جماعت کا یہ معیار ہو اس کے متعلق کوئی زبان دراز کرتا ہے تو تمہیں کیا فکر ہے اس کی۔ ایسی جماعت کوئی اور پیدا تو کر کے دکھائے کہ جن کی جانیں واپس کی جائیں تو وہ روتے ہوئے واپس جائیں یہ بھی تو قرآن کی گواہی کے مطابق وہی پہلی رسم ہے جو دوبارہ زندہ ہوئی ہے۔

> **اگر مالی قربانی ایسی ہو کہ اس سے برکت بھی پڑے اور یقین ہو کہ مغفرت ہوگی تو یہ ایک بہت ہی پاکیزہ اور ہر سودے سے اچھا سودا ہے۔**

قرآن کریم ایسے لوگوں کا ذکر جانی قربانی کے سلسلے میں فرماتا ہے کہ ایسے لوگ محمدؐ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے جو میدان جنگ میں جہاد کی طرف جا کر اپنی جانیں نثار کرنا چاہتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ میرے پاس سواریاں نہیں ہیں، دور کا سفر ہے، میں تمہیں کیسے لے جاؤں؟ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس حال میں لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس اتنا بھی نہیں ہے کہ ہم خدا کے حضور اپنی جان پیش کر سکیں۔ واقعۃً ایسی باتیں آج کے زمانے میں اگر دہرائی جارہی ہیں تو جماعت احمدیہ میں دہرائی جارہی ہیں۔ وقف کی تحریک ہوئی ایک موقع پر آکے میں نے کہا، بس اب وہ مدت گزر گئی ہے اب اور وقف قبول نہیں ہوگا۔ ایسے بے قرار، روتے ہوئے خط ملے ہیں عورتوں کے، ایسی بچیوں کے جن کی شادیاں بھی نہیں ہوئی تھیں بلکہ مشکل سے شادیوں کی عمر کو پہنچی تھیں کہ ہم تو آرزوئیں لئے بیٹھے تھے کہ خدا کبھی ہمیں بڑا کرے گا اور ہمیں توفیق دے گا تو ہمارے بچے بھی اسی طرح وقف نو میں شامل ہوں گے جیسے پہلوں کے ہوئے، آپ نے رستہ بند کر دیا۔ میں نے کہا میں کون ہوتا ہوں اب تمہارے رستے بند کرنے والا۔ یہ اللہ کے فضل سے اخلاص کا دریا جاری ہوا ہے اور میری نیت پہلے یہی تھی کہ کچھ وقت کے لئے ہو اب میں اسے ہمیشہ کے لئے جاری سمجھتا رہوں گا اور یہی جماعت کرے گی۔ تو وہ کون سا دریا تھا، ان کے آنسوؤں کا دریا جو اخلاص کی صورت میں پھوٹتا تھا وہ دعائیں بن گیا خدا نے میرے

BOTTLING PLANT

FULLY AUTOMATIC FILLING & SEALING MACHINE

ALWID-MATADOR D MODEL 1986

ROW DOSING SYSTEM, UNIVERSAL - D

8 FILL STATION 1 HEAD, SEAL SYSTEM

OUTPUT: 2000 BOTTLE-HOUR, FILLING VENTIL DIAM. 15MM

VOLUME: CAPACITY UPTO 1,0 LITER

EACH SIDE 1 METRE CONVEYER BELT

FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:

2nd HAND MAC

BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY

TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

دل کو تبدیل فرما دیا۔ کہا کوئی فیصلہ تمہارا نہیں چلے گا ان کا اخلاص چلے گا اور وہ تحریک جاری ہو گئی۔

تو یہ وہ مضمون ہے کہ "ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ" اور مال کی قربانیوں میں بھی میں نے بارہا مثالیں پیش کی ہیں لوگ دیتے ہیں بعض دفعہ، دل پہ بہت بوجھ پڑتا ہے کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے اتنا زیادہ دے رہے ہیں بعض دفعہ زبردستی واپس کرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات تو نہیں لیکن کبھی کبھی میں مجبور ہو جاتا ہوں بالآخر۔ میں کہتا ہوں اچھا ٹھیک ہے اور پھر خدا ان کو اور برکتیں دیتا ہے کیونکہ اس کی جزا بھی خدا نے دینی ہے۔

آگے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ "وَاسْمَعُوا وَاَطِیْعُوا" سنو سنو! اور اطاعت کرو یہ بحثوں کا معاملہ نہیں ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ تم سے کیا قربانیاں مانگ رہا ہے اور اس کے کیا نتیجے نکلیں گے۔ وہ بچہ جس کو اپنے ماں باپ پر اعتماد ہو، یہ ہو نہیں سکتا کہ ماں باپ اس کو کہیں تو وہ اگر وہ سچا وفادار اور حقیقت میں ماں باپ پر اعتماد کرنے والا ہو تو آگے سے بحثیں کرے کہ نہیں یہ میرے لئے ٹھیک نہیں ہوگا بعض بڑی عمر میں آکر ایسی بحثیں کرتے ہیں وہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر بچے تو آنکھیں بند کر کے جو ماں باپ کہتے ہیں یہ اچھا ہے اگر انہیں ماں باپ سے پیار ہے تو وہ چل پڑتے ہیں اس رستے پر اور وہ اچھا ہی ہوتا ہے مگر کبھی غلطی بھی کر جاتے ہیں ماں باپ۔ لیکن اللہ تو غلطی نہیں کرتا۔ اللہ فرما رہا ہے میں تو اس طرح غلطیوں سے پاک ہوں اور تمہاری ایسی بھلائی میرے پیش نظر ہے کہ تمہارے لئے تو یہی قانون جاری ہونا چاہئے "فاتقوا اللہ ما استطتم" اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جہاں تک توفیق ملتی ہے "وَاسْمَعُوا وَاَطِیْعُوا" سنو اور اطاعت کرتے چلے جاؤ۔ سنو اور اطاعت کرتے چلے جاؤ "وانفقوا خیراً لانفسکم" اور انفاق کرو۔ یہاں یہ نہیں ہے کہ "خَیْرًا لِاَنْفُسِکُمْ" مگر ترجمہ وہی بنتا ہے میں اس کا ہمیشہ یہ ترجمہ کیا کرتا تھا "انفقوا خیراً لانفسکم" تم انفاق اللہ کی راہ میں کرو تمہارے نفسوں کے لئے بہتر ہے اور بعض دفعہ کسی کو خیال آتا ہوگا کہ یہ تو گرامر کے لحاظ سے ٹھیک نہیں بنتی بات۔ کیونکہ "انفقوا" کا "خیر" اگر مفعول بہ ہو تو "انفقوا خیراً" کا مطلب ہے مال خرچ کرو اور کس کے لئے خرچ کرو اپنے نفسوں کے لئے۔ اپنے نفسوں پر مال خرچ کرو یہ بن جائے گا ترجمہ۔ میرے ذہن میں اس کے دو تین مختلف معانی تھے جو آج میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے کہا کہ جو اہل علم کی پرانی کتابیں ہیں "سیبویہ" وغیرہ ان کو نکالیں اور مجھے یقین ہے کہ بالکل درست ثابت ہوں گے اور وہی ہوا۔ ہر بات جو امکاناً سوچی تھی ان کے معنوں کی وہ تمام باتیں پرانے مفسرین اور اہل علم کی کتابوں سے نکل آئی ہیں اس کو مختلف معنی دے کر پہلوں کا بھی رجحان اسی طرف گیا تھا کہ اس کا یہ ترجمہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ "مال خرچ کرو اپنے لئے"۔ اس کا یہ ترجمہ اچھا لگتا ہے کہ خرچ کرو "خیراً لانفسکم" جس میں وہ ایک فعل محذوف مانتے ہیں کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور کان کی خبر منسوب آتی ہے اس میں جو زبر سی دکھائی دیتی ہے وہ نصب ہے اور یہ کان کی خبر ہوتی ہے چنانچہ اس فعل کو مختلف شکلوں میں محذوف مانا گیا اور بعضوں نے یہ ترکیب کی کہ کوئی اور فعل ہے جیسے "ضرور خرچ کرو" اسی قسم کا معنی کوئی بیچ میں یا "انفقوا"۔ "انفاقاً" یعنی خرچ کرنا جو ہے یہ مفعول بن جائے گا اور "خیراً لانفسکم" یہ اس کا بدل ہو جائے گا۔

مال کی قربانی کا تعلق براہ راست مال کی حرص سے نہیں بلکہ مال کی حرص کے فقدان سے ہے۔

بدل کا بھی ترجمہ کیا گیا۔ مفعول لہ بھی ترجمہ کیا گیا۔ مفعول لاجلہ۔ تو یہ سارے ترجمے پرانے مختلف بزرگوں نے اسی غرض سے کئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس آیت کا منطوق یہ ہے۔ آیت کا منطوق یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم خرچ کرو گے تو یہ خرچ تمہارے اپنے نفسوں کے لئے بہتر ہوگا اس لئے یہ دور کا واہمہ بھی نہ آئے دماغ میں کہ خدا پر کوئی احسان کر رہے ہو۔ اس کا انجام تمہارے لئے بہتر ہے یہ تمام کا تمام فائدہ جو اس خرچ کے ساتھ وابستہ ہے خود تمہیں یعنی تمہاری سوسائٹی کو بھی پہنچے گا، تمہارے اپنے نفسوں کو بھی، تمہارے اپنے خاندانوں کو بھی پہنچے گا یہ مراد ہے۔

"وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن"۔ جو شخص اپنے نفس کی بدبختی، کنجوسی سے بچایا جائے، جس کو اللہ تعالیٰ نفس کی خساست سے بچالے "فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن" یہی لوگ ہوتے ہیں جو کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ جن کے نفس خسیس ہوں ان کا علاج کوئی نہیں ہوتا اور انہوں نے کہاں نصیحت کے نتیجے میں خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے ان کے دل مٹھی ہو جاتے ہیں اور تکلیف پہنچتی ہے اور پھر وہی لوگ یہ آواز اٹھاتے ہیں کہ عجیب آپ کی دنیا دار جماعت بن رہی ہے، ہر وقت پیسوں کی باتیں ہو رہی ہیں، کوئی کہتا ہے اتنی قسمیں ہو گئی ہیں چندوں کی، یہ چندہ، وہ چندہ مگر اعتراض کرنے والے الا ماشاء اللہ بعض ہیں جو اپنی ذہنی ساخت کے لحاظ سے یہ باتیں سوچتے ہیں لیکن قربانیوں میں آگے ہوتے ہیں۔ اکثر وہ ہیں جو قربانیوں کی توفیق نہیں پاتے لیکن ہر دفعہ جب دروازہ کھٹکتا ہے تو ان کے دل کو تکلیف ہوتی ہے کہ ہم رہ گئے اور وہ اپنے نفس کے لئے بہانہ بناتے ہیں۔ یہ تو غلط رستوں پہ چل پڑی ہے جماعت اس لئے ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے ہم اس راہ میں خرچ کریں۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو ہر بات کا جواب دے رکھا ہے، ہر نفسیاتی پہلو کو چھیڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا تجزیہ فرماتا ہے اس کے ہر پہلو سے اٹھنے والے سوالات کو اٹھائے بغیر بھی ان کے جواب دیتا چلا جاتا ہے "ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون" جو نفس کی خساست سے بچایا جائے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوا کرتے ہیں۔

وہ نظام جو مال کی حرص سے آزادی دلاتا ہے وہی نظام ہے جو مالی قربانی پر چل سکتا ہے۔

"ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یُضٰعِفْہُ لکم و یغفر لکم" اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دو "یُضٰعِفْہُ لکم و یغفر لکم" وہ اسے تمہارے لئے بڑھائے گا اور تمہاری بخشش فرمائے گا۔ یہاں قرضہ حسنہ کی کیا بحث ہے؟ سوال یہ ہے کہ قرض خالی بھی تو کہا جا سکتا تھا لیکن قرضہ حسنہ کی اصطلاح خدا کو قرض دینے کے سلسلے میں کیوں استعمال فرمائی گئی؟ اصل بات یہ ہے کہ اللہ، جب بھی کوئی انسان اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو، بسا اوقات دنیا میں اس کے مال بڑھا دیتا ہے اور بڑھاتا تو ہمیشہ ہے لیکن کبھی جلدی کبھی دیر کے بعد۔ بعض لوگوں سے یہ سلوک ہوتا ہے کہ وہ ادھر دیا ادھر مال میں برکت پڑ گئی، ادھر دیا ادھر ایک چٹھی آ گئی کہ تمہارا اتنا روپیہ پڑا ہوا تھا تو اس سے یہ حرص پیدا ہو سکتی ہے کہ چندہ دیتے وقت انسان بڑھانے کے خیال کو دل میں جما دے کہ اب میں نے چندہ دینا ہے ضرور بڑھے گا، تو اللہ فرماتا ہے کہ دیتے وقت اپنی نیتوں کو صاف رکھا کرو، اس میں بڑھانے کا تصور نہ رکھا کرو۔ خدا کی خاطر قربانی، اس کی رضا کی خاطر خرچ کیا کرو۔ یہ قرضہ حسنہ ہے اور جہاں تک اللہ کا تعلق ہے وہ تو بڑھاتا ہے ہی۔ تم قرضہ حسنہ دو گے تو وہ کون سا اتنا ہی تمہیں واپس کرے گا۔ خدا کی سنت یہ ہے "یُضٰعِفْہُ لکم و یغفر لکم" تم قرضہ حسنہ دو گے تو بڑھائے گا اور تمہارے لئے بخشش کا سامان کرے گا۔

اللہ سے تقویٰ کی استطاعت مانگو۔ تقویٰ بڑھے گا تو مال خود بخود پھوٹ پھوٹ کر خدا کی راہ میں نکلیں گے۔

اب اس میں ایک عجیب لطیف شرط داخل فرما دی یعنی بڑھانے کا وعدہ ان سے ہے جو قرضہ حسنہ دیں گے۔ جو حرص میں دیں گے ان کے ساتھ وہ وعدہ نہیں ہے بڑھا دے تو اس کی مرضی ہے، مالک ہے، لیکن یاد رکھنا جو برکت والا وعدہ ہے کہ خدا تم پر فضل فرمائے گا اور بڑھائے گا وہ اسی صورت میں ہے کہ تمہارے دل میں حرص نہ ہو بلکہ اللہ کی محبت اور اس کی رضا کی خاطر قربانی ہو اور یہ قرضہ حسنہ ہے۔ قرضہ حسنہ میں قرض کا مفہوم بھی داخل فرما دیا اور یہ عجیب بات ہے کہ قرض کے دو ہی پہلو ہیں ایک وہ قرض ہے جس میں آپ ضرور کچھ نہ کچھ حرص رکھتے ہیں اور حرص کی وجہ سے بہت سے لوگ قرض دیتے اور بہت سے لوگوں کے قرض ضائع بھی چلے جاتے ہیں اور ایک وہ پہلو ہے کہ کوئی حرص نہیں بلکہ بعض دفعہ نقصان کا خطرہ ضرور پیش نظر ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات رہتا ہے، اس کے باوجود دیتے ہیں۔ یہ جو دینا ہے یہ غیر معمولی اعلیٰ نیت کے سوا، پاک نیت کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرض تو دینا ہے تم نے، یہ تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایسی چیز نہیں ہے جس کی خدا کو ضرورت ہے۔ ضرورت کا تصور مٹانے کے لئے لفظ قرض استعمال فرما دیا۔ کیونکہ قرض لینا کسی کی عظمت اور اس کی بڑائی کے خلاف نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی کسی سے مدد نہیں مانگی مگر قرضے لئے۔ وقتی طور پر ایک ضرورت پیش آ سکتی ہے تو یہ تو نہیں کہ خدا کو ضرورت ہے مگر قرض کا مفہوم دے کر یہ بتایا کہ تم کوئی احسان نہیں کر رہے اپنی جماعت پر یا خدا کا تصور براہ راست اگر نہ داخل کریں تو یہ مضمون بنے گا کہ جماعت مسلمہ پر تم کوئی احسان نہیں کر رہے یہ تو ضرور واپس ہوگا جو اصل ہے اور جہاں تک خدا کے کاموں کا تعلق ہے وہ بڑھایا کرتا ہے مگر

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

بڑھاتا ان کے ہے جن کی نیتیں پاک ہوں جو جذبہ محبت سے خرچ کریں اور قربانی کی روح سے خرچ کریں۔ پس ایسے لوگ جو اپنے غریب بھائیوں کو قرضہ دیتے ہیں اور اس نیت سے دیتے ہیں کہ ان کی بھلائی ہو اگر ہمیں کچھ تنگی پڑتی بھی ہے تو کوئی حرج نہیں ان کا جو جذبہ ہے وہ بہت ہی قابل قدر بن جاتا ہے۔

ہمیں ضرورت ہے اخلاص کی اور مالی قربانی کے بغیر اخلاص بڑھتا نہیں ہے اور مالی قربانی کو اللہ نے تقویٰ کا ایک پیمانہ قرار دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو بہت ہی قدر دان ہوں اس جذبے سے اگر تم قرض دو گے لالچ کی وجہ سے نہیں کرو گے تو پھر میرا دستور یہ ہے، یہ نہیں فرمایا میں وعدہ کرتا ہوں، فرمایا اللہ ایسا کرتا ہے اور کرے گا اور اس شرط کے ساتھ کرے گا "یُضٰعِفْهُ لکم و یغفر لکم" تمہارے لئے بڑھائے گا بھی اور اس سے بڑی بات یہ کہ تمہاری بخشش کے سامان کرے گا۔ اب اگر مالی قربانی ایسی ہو کہ اس سے برکت بھی پڑے اور یقین ہو کہ مغفرت ہوگی تو یہ ایک بہت ہی پاکیزہ اور ہر سودے سے اچھا سودا ہے جس خرچ کے نتیجے میں مغفرت ہو جائے۔ وہ اس لئے ضروری ہے کہ اگلی دنیا کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ وہاں کوئی پیسہ کام نہیں آئے گا وہاں مغفرت کا خرچ سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ تو ہمارے دن کتنے ہیں جن میں خدا تعالیٰ سے مغفرت کے سودے کی خاطر اپنا مال خرچ کریں۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور ایک دفعہ مر گئے تو سارا مال یہیں دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے اور پھر اس دنیا میں کام ہی نہیں آسکتا۔ تو مغفرت کا تعلق تو ہر شخص کے ساتھ ہے اور مغفرت کی خاطر خرچ کرنا یہ لالچ، حرص نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی طبعی ضرورت ہے جو ہر انسان کو لاحق ہے، ہر انسان سے وابستہ ہے۔ تو حرص کا جہاں تک تعلق ہے، کوئی غرض کا تعلق ہے اللہ نے فرما دیا کہ مغفرت کی حرص رکھا کرو۔ یہ سوچا کرو کہ میں اللہ کی خاطر خرچ کرتا ہوں بڑھے یا نہ بڑھے میری بخشش کا سامان ہو جائے اور خدا وعدہ فرماتا ہے کہ بخشش کا سامان تو ہو گا لیکن اس سے پہلے میں تمہارے مال بھی بڑھا چکا ہوں گا۔ کتنا عجیب سودا ہے۔

"یُضٰعِفْهُ لکم و یغفر لکم" تم مغفرت کی خاطر کرتے ہو خدا اتنا محسن ہے، تمہارا واپس کرے گا، اس سے زیادہ دے گا اور پھر مغفرت کا قرضہ اس پر باقی رہے گا اور اس وقت وہ مغفرت کا قرضہ کام آئے گا جب کہ تمہارے مال دولت کی ویسے ہی کوئی اہمیت نہیں رہی وہاں محض فضل ہی فضل ہو گا۔

"واللہ شکور حلیم" اللہ تعالیٰ بہت ہی شکریہ ادا کرنے والا یعنی شکر گزاروں کی قدر کرنے والا ہے اور حلیم ہے، بہت بردبار ہے، اسے کوئی جلدی نہیں ہے، باوقار ہستی ہے اور جب چاہے تو بڑے بڑے گناہوں کو بھی معاف فرما سکتا ہے، ان سے صرف نظر فرما سکتا ہے۔

پس یہ وہ آیات ہیں جن کا نظام جماعت کے مالی حصے سے ایک اٹوٹ تعلق ہے جو کبھی توڑا جا ہی نہیں سکتا۔ وقف جدید کے معاملے میں بھی جو اللہ تعالیٰ نے برکتیں ڈالی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ باوجود اس کے کہ ایک زائد تیسرے درجے کی تحریک تھی جس سے بہت بالا اور مضبوط مالی نظام انجمن کے باقاعدہ مستقل چندوں کی صورت میں قائم تھا وصیت کا نظام تھا، چندہ عام کا نظام تھا اور پھر تحریک جدید کو غیر معمولی اہمیت تھی اور تحریک جدید کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں بہت خدمت اسلام ہوئی ہے۔ تو تیسرے درجے کی تحریک جس کا آغاز میں تعلق محض پاکستان اور بنگال کے دیہات سے تھا لیکن دیکھیں اللہ تعالیٰ برکتیں کتنی ڈالتا ہے۔

اس سے پہلے کہ میں یہ Figures آپ کے سامنے پیش کروں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت کے اندر جو مالی قربانی کا جذبہ ترقی کیا ہے وہ ایک دور ایسا تھا کہ تبلیغ کی رفتار سے بہت زیادہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اب وہ دور آگیا ہے کہ تبلیغ کی رفتار اس کو چیلنج کر رہی ہے اور اس سے آگے بڑھ کر وہ بہت تیز قدموں کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہی ہے اور پھر ان کے توازن کا دور آئے گا تو پھر آپ کے جو چندے ہیں ان میں عظیم انقلاب برپا ہو جائے گا۔ چوٹی سے اور چوٹیاں اٹھیں گی لیکن اس وقت ہم اس دور میں داخل ہوئے ہیں کہ مالی قربانی کا نظام مستحکم ہو گیا وہ چل پڑا اپنے پاؤں پہ کھڑا بھی ہوا اور پھر دوڑ پڑا اور اب تبلیغ کا، دعوت الی اللہ کا نظام بیدار ہو کر جیسے دیر سے اس کو ہوش نہ ہو، ہوش میں آ رہا ہے کہ اوہو یہ تو بہت آگے نکل گئے ہیں۔ وہ دوڑ دوڑ کے پھر آگے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ نکل چکا ہے لیکن کچھ عرصہ ہو گا کہ ان لوگوں میں سے پھر مالی قربانی کرنے والے لوگ پیدا ہونا شروع ہوں گے اور اچانک جماعت کے مالی نظام میں غیر معمولی برکتیں پڑیں گی۔

جو حوالہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا موازنے سے پہلے وہ ایک دلچسپ حوالہ ہے وہ ہے ایک اخبار، احمدیت کی دشمنی میں وقف ایک رسالہ جس کا نام "المنبر" ہے وہ فیصل آباد سے جاری تھا۔ اس پرانے زمانے میں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اس نے جماعت کے خلاف بڑا کردار ادا کیا۔ عبدالرحیم اشرف صاحب اس کے ایڈیٹر تھے اور ان کا پاکستان کے دینی طبقوں پر بڑا اثر تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کی ناکامی کے بعد انہوں نے تجزیہ کیا ہے کہ کیا ہوا اور بے اختیار دل سے یہ آواز نکلی کہ ہم نے سب کچھ کر لیا مگر جماعت کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور جو وہ چندوں کی مثال دیتے ہیں جس سے غیر معمولی متاثر ہیں وہ ذرا سن لیں آپ کو اندازہ ہو کہ ۱۹۵۳ء میں جماعت کا حال کیا تھا مالی قربانی کا۔ وہ کہتے ہیں کہ "۵۳ء کے عظیم تر ہنگامے کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ ۵۶۔۵۷ء میں اس کا بجٹ پچیس لاکھ روپے تک پہنچ جائے۔" ساری دنیا کی جماعت کا بجٹ پچیس لاکھ روپے تک پہنچ جائے اس کوشش میں ہیں۔ کہاں وہ دن کہاں آج کے دن۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال وقف جدید کا جو وعدہ تھا وہ دو کروڑ اکتالیس لاکھ کا تھا مگر وصولی دو کروڑ تریسٹھ لاکھ ہوئی ہے۔ تو کہاں وہ اس کے توہمات کہ یہ دیکھو کیسی باتیں کر رہے ہیں گویا ستاروں پہ کمند ڈالنے لگ گئے ہیں۔ پچیس لاکھ کے بجٹ کی سوچ رہے ہیں اور اب وقف جدید ہی کا اکیلا دو کروڑ تریسٹھ لاکھ وصولی کا بجٹ ہے اور جہاں تک کل انجمن کے بجٹوں کا تعلق ہے اس کی برکت کا یہ حال دیکھ لیں۔ ۵۷ء تک تو وہ کہہ رہا تھا کہ یہ پچیس لاکھ کی باتیں کر رہے ہیں ۸۱۔۸۲ء میں یہ ایک کروڑ ستائیس لاکھ سڑسٹھ ہزار چھ سو ستاسی ہو چکا تھا اور ۸۲۔۸۳ء میں ایک کروڑ پچپن لاکھ چھیانوے یعنی جس سال خدا تعالیٰ نے مجھے اس خدمت پر مامور فرمایا اس سال ایک کروڑ پچپن لاکھ چھیانوے تھا اور ۸۳۔۸۴ء میں میرے ہجرت کے سال سے ایک سال پہلے کل انجمن کا بجٹ دو کروڑ چھ لاکھ چودہ ہزار تھا اور اب صرف وقف جدید کا بجٹ دو کروڑ تریسٹھ لاکھ ہو چکا ہے۔ تو یہ پیسے حریص جماعت کی طرف سے آ رہے ہیں جن کو مال کا فکر ہے اور مال کا حرص ہے؟ یہ تو اس جماعت کی طرف سے آ رہے ہیں جن کو مال کی کوڑی کی بھی پروا نہیں رہی۔ اپنے مال پیش کرتے ہیں اور قبول ہوں تو خوش ہو کے لوٹتے ہیں۔ نہ قبول ہوں تو روتے ہوئے واپس جاتے ہیں۔ پس وقف جدید کے سلسلہ میں بھی خدا تعالیٰ نے وہ عظیم احسانات فرمائے ہیں کہ روح خدا کے حضور ایسے سجدے کرتی ہے کہ سجدے سے سر اٹھانے کو جی نہ چاہے سوائے اس کے کہ مجبوریاں دوسرے کاموں میں لے جائیں مگر ایک ایک شکر اللہ کا ایسا ہے کہ اس میں ساری روح ہمیشہ سجدہ ریز رہے تو اس کے نشے سے باہر نہیں آسکتی۔

خواہ کتنا ہی معمولی چندہ کیوں نہ ہو۔۔۔ اگر کوئی ایک آنہ بھی دے سکتا ہو تو اس کو کہیں شامل ہو جائے۔ اس کا شامل ہونا اس کی مالی دقتوں کا حل ہے۔۔۔ نو مبائعین کو کثرت کے ساتھ اس میں شامل کریں۔

موازنے کے طور پر چند اور باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ گذشتہ سال یعنی جو اس سال سے پہلا سال تھا وعدہ جات ۲ کروڑ ۲۶ لاکھ تھے اور وصولی دو کروڑ اڑتالیس لاکھ تریسٹھ ہزار ہوئی۔ امسال جو گزر گیا ہے یعنی امسال سے مراد وہ سال جو ابھی گزرا ہے دو کروڑ اکتالیس کے وعدے تھے دو کروڑ تریسٹھ لاکھ کی وصولی ہوئی۔ اب یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ وقف جدید کی وصولیاں اس کے وعدوں سے بڑھ رہی ہیں ؎

سینہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

قربانی کرنے والا دم جو ہے وہ سینے سے باہر نکلتا ہے، اچھل اچھل کے باہر آ رہا ہے اور تفصیلی جہاں تک تعلق ہے اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت پاکستان کو یہ اعزاز

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

نصیب ہوا ہے کہ سب دنیا کے وقف جدید کے قربانی کرنے والوں کے مقابل پر پاکستان نے سب سے زیادہ قربانی کی ہے۔ دوسرے نمبر پر امریکہ نے اپنے اس عہد کو پورا بھی کیا اور نبھایا ہوا ہے۔ امیر صاحب امریکہ نے مجھ سے ایک دفعہ ذکر فرمایا تھا کہ ہمارا بھی دل چاہتا ہے کسی چندے میں بہت آگے بڑھیں اور سب سے آگے نکل جائیں تو ہم نے غور کیا ہے تو یہی سوچا ہے کہ باقی جگہ تو بہت بہت فاصلے رہ گئے ہیں وقف جدید میں اگر ہم کوشش کریں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک وقت تھا کہ وہ کسی شمار میں ہی نہیں تھے اب وہ دوسرے نمبر پر آچکے ہیں اور گذشتہ سال بھی تھے اور پوزیشن کو Maintain کر رہے ہیں یہاں وہ قائم ہیں اور فاصلہ بھی کچھ کم کر رہے ہیں پاکستان سے۔ اس لئے بعد میں نہ پاکستان والے کہیں ہمیں بتایا نہیں تھا پہلے۔ جس طرح جرمنی کی دفعہ شکوے شروع ہو گئے تھے کہ آپ نے اچھا کیا چپ کر کے بتا دیا کہ جرمنی آگے بڑھ گیا ہے اور ہم نے نہیں بڑھنے دینا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ پاکستان کا یہ اعزاز برقرار رہے گا مگر امریکہ نے کوشش ضرور کرنی ہے۔

جماعت کے اندر جو مالی قربانی کا جذبہ ہے وہ ایک دور ایسا تھا کہ تبلیغ کی رفتار سے بہت زیادہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اب وہ دور آگیا ہے کہ تبلیغ کی رفتار اس کو چیلنج کر رہی ہے اور اس سے آگے بڑھ کر وہ بہت تیز قدموں کے ساتھ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہی ہے اور پھر ان کے توازن کا دور آئے گا تو پھر آپ کے جو چندے ہیں ان میں عظیم انقلاب برپا ہو جائے گا۔

جرمنی بہت سی قربانی کے میدانوں میں یا دوسری یا تیسری پوزیشن پہ رہتا ہے کبھی کبھی اول بھی آجاتا ہے اور یہاں بھی تیسری حیثیت ہے۔ اس کے بعد پھر کینیڈا ہے، پھر برطانیہ کی باری آتی ہے، پھر ہندوستان ہے۔ ہندوستان نے بھی اچھا معیاری کام دکھایا ہے اور گذشتہ سال کے مقابل پر بہت محنت کر کے کافی آگے بڑھا ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ کی چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود اس کی باری ہے جو ساتویں نمبر پر ہے۔ انڈونیشیا نے وقف جدید میں بہت ترقی کی ہے آٹھویں نمبر پر آگیا ہے۔ ماریشس نویں نمبر پر ہے اور جاپان دسویں نمبر پر۔ جاپان کی اس پہ کوئی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے۔ بہت چھوٹی سی جماعت ہے اور ان کے اقتصادی حالات کچھ اس لئے بھی خراب ہو رہے ہیں کہ بہت سے لوگ جو پاکستان سے وہاں آکے کام کر رہے تھے ان کے لئے مشکلات پیدا ہو گئی ہیں کچھ کو واپس بھجوا دیا گیا کچھ کو پولیس کی تحویل میں رکھا گیا، کچھ اقتصادی بحران کے نتیجے میں نقصان اٹھا بیٹھے۔ تو ان کا چھوٹی سی جماعت کا دسویں نمبر پر رہنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑا اعزاز ہے اللہ اس اعزاز کو قائم رکھے اور اس کی برکت سے ان کے اموال میں بھی ترقیات ہوں ان کی خوشیوں میں بھی ترقیات اور سب کے لئے میری یہی دعا ہے۔

جہاں تک دوسری جماعتوں کا تعلق ہے جو عموماً چھوٹی تھیں اور پیچھے رہ رہی تھیں ان میں اس طرح موازنہ میں نے کیا ہے کہ گذشتہ سال کے مقابل پر غیر معمولی اضافہ پیش کرنے کی کس کو توفیق ملی ہے کیونکہ عام دوڑ میں تو شامل نہیں ہو سکتی تھیں اس لحاظ سے گیانا کی جماعت اول آئی ہے اور انہوں نے اس ایک سال میں چندہ دگنے سے بھی کچھ زیادہ کر دیا ہے۔ بنگلہ دیش نے بہت آگے قدم بڑھایا ہے انہوں نے بھی گیارہ سو کی بجائے دو ہزار تریسٹھ۔ معاف کرنا یہ چندے کی بات نہیں ہو رہی۔ چندہ دہندگان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ۔ میں نے عنوان نہیں پڑھا تھا اس لئے جب میں نے یہ پڑھا تو میں نے کہا گیارہ سو کیسے ہو سکتا ہے بنگلہ دیش کا تو بہت زیادہ چندہ ہو گا اس سے۔ تو جب عنوان دیکھا ہے تو عنوان یہ ہے "چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ" اور اس پہلو سے گیانا اضافے کی نسبت سے اول آگیا ہے اور بنگلہ دیش کو دوئم قرار دیا ہے گیارہ سو کے بدلے میں دو ہزار تریسٹھ ہے، دگنے سے کم ہے اور گیانا دگنے سے ذرا سا زیادہ ہے۔ ہالینڈ تیسرے نمبر پر ہے۔ ایک سو ستر افراد سے بڑھ کر دو سو انچاس ہو گئے۔ کینیڈا چوتھے نمبر پر ہے تین ہزار پینتالیس مجاہدین سے تعداد بڑھ کر چار ہزار چار سو اکتیس ہو گئی اور جرمنی پانچویں نمبر پر ہے پانچ ہزار چھ سو تینتیس سے بڑھ کر آٹھ ہزار ایک سو چورانوے کی تعداد پہنچ گئی ہے۔

یہ جو تعداد کا مسئلہ ہے اس کا تعلق مال سے اتنا نہیں ہے جتنا قربانی کی روح کو فروغ دینے کے لئے ہم اس پر زور دیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ جب زیادہ تعداد بڑھائی جائے تو اس تعداد کے حساب میں بعض دفعہ خرچ زیادہ ہوتا ہے اور اس سے آمد کم ہوتی ہے۔ مثلاً ایک پورا انتظام کیا جائے ان کا حساب رکھا جائے، کلرک رکھے جائیں پھر ڈاک کے ذریعے ان کے حساب بھیجے جائیں اور چندے بعض دفعہ اتنے تھوڑے ہوتے ہیں بعض غریبوں کے کہ مالی حساب پر زیادہ خرچ ہو رہا ہوتا ہے ان کی آمد کے مقابل پر۔ لیکن ہمیں ضرورت ہے اخلاص کی اور مالی قربانی کے بغیر اخلاص بڑھتا نہیں ہے اور مالی قربانی کو اللہ نے تقویٰ کا ایک پیمانہ قرار دیا ہے اور پھر لمبا تجربہ بتاتا ہے کہ شروع میں جو ایک پیسہ بھی قربانی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو دو طرح سے بڑھاتا ہے۔ "یضعفہ" کا مطلب یہ صرف نہیں ہے کہ مال اس کا بڑھاتا ہے۔ اس کے دل کی وسعتیں بڑھا دیتا ہے، قربانی کے جذبے بڑھا دیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت میں ایک نئی ترقی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ پس اس دفعہ بھی میں تمام دنیا کی جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ کتنا ہی معمولی چندہ کیوں نہ ہو، میں پچھلے سال بھی اعلان کر چکا ہوں کہ یہ شرط چھوڑ دیں کہ چھ روپے کم سے کم یا بارہ روپے کم سے کم یا اس کے لگ بھگ دوسری کرنسیوں میں رقم ہو اگر کوئی ایک آنہ بھی دے سکتا ہو تو اس کو کہیں شامل ہو جائے۔ اس کا شامل ہونا اس کی مالی دقتوں کا حل ہے اور اس کو یہ نہیں کہنا کہ تمہارا پیسہ بڑھے گا اس لئے شامل ہو جاؤ اس کو یہی کہنا ہے کہ تم آنہ بھی دو گے تو جو تمہیں لطف آئے گا اور اللہ کی رضا حاصل ہو گی وہ تو کروڑوں روپے بھی خرچ کر کے حاصل کی جائے تو کچھ بھی چیز نہیں۔ اس لئے قربانی کے جذبے کی خاطر اس سے ایک آنہ بھی وصول کرنا ہو تو کریں اور نومبائعین کو کثرت کے ساتھ اس میں شامل کریں۔

پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ دیگر جماعتوں کو بھی دفتر اطفال کا ریکارڈ رکھنا چاہئے۔ ۔ ۔ ہم چاہتے ہیں کہ بچے بہت زیادہ اس میں حصہ لیں ۔ ۔ ۔ ان کو شروع ہی میں وقف جدید میں شامل کیا جائے تو آئندہ ہر قسم کے دوسرے چندوں میں اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے بڑھا دے گا، ان کے دل کھول دے گا۔

اب وقت ہے کہ نومبائعین جس تعداد سے بڑھ رہے ہیں اسی تعداد سے چندہ دہندگان بھی بڑھیں۔ پس ان کو مستقل چندے میں بھی سولہویں حصے کی نسبت سے نہیں بلکہ حسب توفیق اور یہ مضمون بھی "مااستطعتم" سے مجھے ملا ہے۔ "فاتقوا اللہ مااستطعتم" تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنی استطاعت ہے تو نئے آنے والوں کی استطاعت کچھ کم ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بہت بڑھ جاتی ہے ایسے بھی آئے ہیں جنہوں نے آتے ہی فوراً قربانیوں میں حصہ لیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم برابر کا حصہ لیں گے لیکن عموماً یہی دیکھا گیا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں کہتا کہ تالیف قلب کی خاطر ان پر خرچ بھی کرو یعنی آغاز میں یہ حال ہوتا ہے بعض دفعہ آنے والوں کا کہ ان کی دلداری کے لئے کچھ نہ کچھ ان کی ضرورتیں، اقتصادی بدحالی کو دور کرنے کے لئے کئی وجوہات سے کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جلسوں پر بلاتے ہیں تو کرایہ دے کر بلاتے ہیں پھر وہ وقت آتا ہے کہ وہ چندے لے کر اپنے خرچ پر چندے دینے کے لئے آتے ہیں مگر آغاز میں کچھ قربانی لازم ہے اگر بغیر قربانی کے اسی حال پہ وہ ٹھنڈے ہو گئے تو پھر آپ کے لئے ان کو قربانی کے مزے دینا مشکل ہو جائے گا ان کو پتہ ہی نہیں ہو گا کہ قربانی کا مزہ ہے کیا۔ پس ان کو بھی وقف جدید میں شامل کریں۔

اس ضمن میں میں یورپ کی جماعتوں اور مغرب کی جماعتوں سے خصوصاً یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہر ماں باپ اپنی اولاد پر نظر رکھیں اور جہاں وہ کمانے والے بنیں ان کو یہ تحریک کریں کہ پہلے ہفتے کی آمدہ مسجدوں میں دیں اور یہ نیک روایت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے قائم ہے اور جہاں تک میرے سے مشوروں کا تعلق ہے میں ہر ایک کو یہی بتاتا ہوں وہ کہتے ہیں ہمیں خدا نے برکت دی ہے کیا کریں۔ میں کہتا ہوں پہلے تو پہلے ہفتے کی آمد مسجد کے لئے دے دو۔ دوسرے فوری طور پر چندہ باقاعدہ دینا شروع کر دو۔ سولہویں حصے کا حساب کر کے اگر زیادہ کی توفیق نہیں تو یہ ضرور دو۔ تو اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے تمہاری اولاد بھی فتنہ

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

ہے تو یہ بھی ایک فتنے کا موقع ہوتا ہے۔ اولاد خوشحال ہوگئی ہے ماں باپ سمجھتے ہیں ان کو کیوں چندوں میں ڈالیں خواہ مخواہ، ہم جو دے رہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی ہار گئے۔ آپ کا دیا ہوا بھی گیا اگر چندے کا شوق ہی نہیں اور سمجھتے ہی نہیں کہ باعث سعادت ہے تو اولاد کو بھی آپ نہیں کریں گے اور آپ کے چندے اوپر بھی ایک اور روشنی پڑ جائے گی جو ایک غلط روشنی ہوگی یعنی آپ پہلے دیتے تھے مصیبت سمجھ کے دیتے تھے، چٹی سمجھ کے دیتے تھے جو اولاد کو چٹی سے بچا رہے ہیں۔ پس فتنوں کا مقابلہ کرنا ہے ہر فتنے کا موقع ایسا ہمارے سامنے آنا چاہئے کہ ہم اس کو شکست دے کر خدا کی رضا کم کرنے کی بجائے اس کو بڑھاتے ہوئے آگے بڑھیں۔

> **وقف جدید کا ایک حصہ ہم انشاء اللہ اس سال افریقہ کی طرف منتقل کریں گے اور پھر ایسا وقت آئے گا کہ یورپ میں بھی وقف جدید کے نظام کے تحت ہمیں معلّمین مقرر کرنے پڑیں گے اور اس قسم کے کام جاری کرنے ہوں گے جو اسلام کے آخری غلبہ کے لئے ضروری ہیں۔**

فی کس کے لحاظ سے بھی ہم نے موازنہ کیا ہے اور سوئٹزرلینڈ حسب سابق وقف جدید کے فی کس چندے میں اب بھی سب سے آگے ہے امریکہ نمبر دو ہے کوریا اور جاپان تیسرے نمبر پر ہیں اور بیلجیئم اللہ کے فضل کے ساتھ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود بھی چوتھے نمبر پر آگئی ہے حالانکہ مالی لحاظ سے ایک کمزور جماعت ہے۔ یورپ کی جماعتوں میں بیلجیئم کی جماعت بہت کمزور ہے۔ اخلاص میں نہیں مالی لحاظ سے۔ لیکن اللہ نے توفیق دی ہے کہ چوتھے نمبر پر آچکے ہیں اور بھی قربانیوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

چندہ بالغان میں جو پاکستان کے اضلاع کا مقابلہ ہوا کرتا ہے ان میں کراچی اول۔ ربوہ دوم۔ لاہور سوم پھر فیصل آباد، سیالکوٹ، اسلام آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، کوئٹہ اور سرگودھا آتے ہیں۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے چندہ اطفال میں کراچی پھر اول لیکن یہاں ربوہ کی بجائے لاہور دوم اور ربوہ سوم ہے پھر فیصل آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، شیخوپورہ، سرگودھا اور کوئٹہ اسی ترتیب سے آتے ہیں۔

وقف جدید کی جو تحریک ہے یہ وقف جدید بیرون جب سے شروع ہوئی ہے اگرچہ اس آمد میں سے بہت حد تک انہی علاقوں میں خرچ ہوا ہے جن علاقوں کی خاطر یہ تحریک قائم کی گئی تھی یعنی پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا نظر سے گزری ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کا منشاء یہ ہے کہ بالآخر اس تحریک کا فیض یعنی جن کاموں پر خرچ کرنا ہے اس اعتبار سے بیرونی دنیا پر بھی پھیلانا ہوگا اور باقی ملکوں میں صرف پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش پر ہی اس کا خرچ نہیں ہوگا بلکہ اور جگہ بھی اسی قسم کا نظام جاری ہو یعنی وقف جدید کے مقاصد کے حصول میں ان کو بھی شامل کرنا پڑے گا صرف چندے کی قربانی میں نہیں۔ پس اس لحاظ سے اس سال میں نے مال کو ہدایت کر دی ہے کہ آغاز ہم افریقہ سے کرتے ہیں افریقہ میں ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اور بعض ملکوں میں اقتصادی بدحالی کی وجہ سے چندوں میں کمزوری آرہی ہے تو وقف جدید کا ایک حصہ ہم انشاء اللہ اس سال افریقہ کی طرف منتقل کریں گے اور پھر ایسا وقت آئے گا کہ یورپ میں بھی وقف جدید کے نظام کے تحت ہمیں معلّمین مقرر کرنے پڑیں گے اور اس قسم کے کام جاری کرنے ہوں گے جو اسلام کے آخری غلبے کے لئے ضروری ہیں۔

ایک آخری بات اس وقت، وقت چونکہ ختم ہو رہا ہے بلکہ ہو چکا ہے وہ حوالہ تو نہیں پڑھ سکتا مگر اس کا خلاصہ میں نے بیان کر دیا ہے پھر کسی وقت وہ حضرت مصلح موعودؓ کا حوالہ بھی پڑھ کے سنا دوں گا۔ پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ دیگر جماعتوں کو بھی دفتر اطفال کا ریکارڈ رکھنا چاہئے۔ یہ اس سلسلے میں آخری نصیحت ہے آج کے خطبے میں۔ وقف جدید کا جو اطفال کا ریکارڈ ہے وہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش میں رکھا جاتا ہے مگر دوسرے ملکوں میں نہیں رکھا جاتا اور ہم چاہتے ہیں کہ بچے بہت زیادہ اس میں حصہ لیں۔ جس طرح نومبائعین، دین میں بچے ہی ہوتے ہیں خواہ عمریں کتنی ہی ہوں۔ اسی طرح بچوں کا حال ہے۔ ان کو شروع ہی میں وقف جدید میں شامل کیا جائے تو آئندہ ہر قسم کے دوسرے چندوں میں اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے بڑھا دے گا، ان کے دل کھول دے گا۔ تو ہمیں اب باہر کی جماعتوں سے معین طور پر یہ اطلاع ملنی چاہئے کہ اتنے زیادہ بچے ہم نے بڑھائے ہیں اور بچے کے سلسلے میں پہلے دن کا بچہ بھی نظام میں شامل ہو جاتا ہے۔

بعض مائیں تو پہلے زمانے جب میں وقف جدید میں کام کیا کرتا تھا تو لکھا کرتی تھیں کہ ہمارے ہونے والے بچے کا بھی چندہ لے لیں اور بعض یہ کہا کرتی تھیں ہم مومن جو ہیں نا یہ اللہ میاں سے کافی ترکیبیں کرتے رہتے ہیں کسی کا بچہ نہیں ہوتا تھا تو اس نے کہا کہ اس کا چندہ جو میرا بچہ نہیں ہو رہا میں نے وہ لکھوا دیا وقف جدید میں اب اللہ آپ ہی سنبھالے معاملہ اور واقعۃً ایسے میرے سامنے معین واقعے آئے کہ ڈاکٹروں نے کہا تھا بچہ نہیں ہونا کسی عورت نے یہ ترکیب چلی اور اللہ تعالیٰ نے بچہ عطا فرما دیا یعنی چندہ دینے والا بعد میں آیا ہے چندہ پہلے آگیا ہے تو یہ دنیا کے نظام نہیں ہیں یہ اور قسم کے نظام ہیں جو چل رہے ہیں۔ تو اپنے بچوں کو شامل کریں اگر دل کا جوش اور ولولہ ہو تو بے شک ان کو بھی شامل کر لیں جو پیدا نہیں ہوئے مگر جو پیدا ہوئے ہیں ان کو تو ضرور شامل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کو ہمیشہ برکت دیتا چلا جائے اور بڑھاتا چلا جائے۔ ہمارے اموال میں، ہمارے اخلاص کے پیچھے پیچھے برکت دے، آگے نہیں۔

"فاتقوا اللہ ما استطعتم" پہلے رکھا ہے انفاق کا مضمون بعد میں آتا ہے۔ پس پہلی دعا یہ ہے کہ ہماری تقویٰ کی استطاعت بڑھائے۔ اس بڑھتی ہوئی استطاعت کے وسیع تر دائرے میں ہمارے اموال میں بھی برکت ہوتی چلی جائے اور ہماری جانی قربانیوں میں بھی برکت ہوتی چلی جائے اور یہ ایسے سلسلے ہیں جو خود اپنی ذات میں ثواب ہیں، اپنی ذات میں جنتیں ہیں اللہ سب دنیا کو ان جنتوں سے آشنائی عطا فرمائے۔

السلام علیکم

یمن کے بارڈر پر سعودی عرب کی فوجوں کا اجتماع

(ہدایت زمانی)

اخباری اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ چند ہفتوں سے سعودی عرب کی فوجیں کثیر تعداد میں یمن کی سرحد پر جمع ہو رہی ہیں اور بھاری اسلحہ، میزائل لانچرز اور F — 16 جہاز شمالی یمن کی سرحد پر بھجوائے جا رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے مابین ایک عرصہ سے جھگڑا بعض علاقوں کی ملکیت کا چل رہا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ چند ہفتوں میں دونوں فوجوں کے درمیان سرحدی جھڑپیں بھی ہوئیں۔ ایک جھڑپ میں ایک سعودی فوجی افسر اور کئی ایک یمنی فوجی ہلاک ہونے کی اطلاع بھی ملی ہے۔

صوبہ صنعا میں متعینہ فوجیوں کا کہنا ہے کہ جھڑپوں کا آغاز اس وقت ہوا جب سعودی عرب کے جنگجو قبائلی سپاہیوں نے ایک سرحدی چوکی پر حملہ کر کے سعودی جھنڈا لہرا دیا۔

شام نے دونوں ملکوں کے درمیان تنازعہ کا تصفیہ کرانے کے لئے ثالثی کی پیشکش کی ہے چنانچہ پچھلے دنوں شام کے وائس پریذیڈنٹ اور وزیر خارجہ گفت و شنید کے لئے پہلے صنعا گئے اور پھر ریاض میں شاہ فہد سے ملے۔

سعودی عرب اور یمن میں بعض علاقوں کی ملکیت کا تنازعہ ایک مدت سے چل رہا ہے مگر سعودی عرب کو اس بات کا رنج بھی ہے کہ یمن نے گزشتہ خلیج کی جنگ میں عراق کا ساتھ دیا تھا۔

فوج اور اسلحہ کے اعتبار سے سعودی عرب کو یمن پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ اس کے پاس امریکہ اور برطانیہ کا دیا ہوا جدید ترین اسلحہ ہے جبکہ یمن فوجی اعتبار سے بہت کمزور ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یمن کو خلیج کی جنگ میں عراق کا ساتھ دینے کی وجہ سے سزا دینے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۷)

بعض ہومیو پیتھک ادویہ کے مزاج و خواص کا تذکرہ

میں چاہتا ہوں کہ اکثر احمدیوں کو ہومیو پیتھی کی موٹی موٹی سمجھ آجائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۴ء کو بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

[لندن ۱۹ اپریل] سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کے بارے میں دواؤں کے مزاج اور علامات کے بارے میں کلاس کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضور انور نے فرمایا میرے ذہن میں اس کلاس کا یہ نقشہ نہیں ہے کہ تمام مٹیریا میڈیکا یعنی ادویہ کے خواص پورے الف سے لے کر یاء تک آپ کو سنا دوں۔ کیونکہ میں نے حساب کیا ہے کہ اس لحاظ سے ایک ایک دوا چار پانچ دن لے لے گی اور اس کے علاوہ بھی روزانہ زیادہ سے زیادہ دو تین دوائیں بیان ہو سکیں گی۔ اس حساب سے ساری دواؤں کے بیان میں ۱۰، ۱۲ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ لگ جائیں گے۔ اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ دواؤں کا وہ تعارف کروا دوں جو عموماً پڑھتے وقت ذہن میں نقش نہیں ہوتا۔ میں اس طرح آپ کے ذہن میں بعض دواؤں کے تعارف کروانا چاہتا ہوں جو لمبے مطالعہ کے بعد میرے ذہن میں ان دواؤں کے اثرات نقش ہوئے ہیں تاکہ ان فیچرز کا آپ پتہ کر لیں تو پھر بہت جلد آپ ان دواؤں تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے دواؤں کا مختصر مگر بنیادی تعارف کرواؤں گا اور سب دواؤں کا نہیں بلکہ بعض ایسی دواؤں کا جو زیادہ تر آپ کے کام آنے والی ہیں پھر بیماریوں کا تعارف کرواؤں گا۔ اور جو نسخے میں نے بنائے ہیں ان کا ذکر کروں گا۔ جب آپ کو مختلف دواؤں کا تعارف حاصل ہو جائے گا تو نسخوں کا صحیح استعمال آئے گا اور آپ خود بھی نسخے بنا سکیں گے۔ بعض موسم کی بیماریاں ایسی ہیں مثلاً نزلہ ہے اس کے بارے میں جو انفلوئنزیم (Influenze-num) اور بیسی لینم (Bacillinum) کا نسخہ دیا ہے بہت سے لوگوں نے اسے استعمال کر کے فائدہ حاصل کیا ہے۔ اس میں بعض دفعہ اور دوائیں بھی ملانی پڑتی ہیں مثلاً Nat. Mure, Arsenic, Gelsemium وغیرہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ میں دواؤں کا ایسا تعارف کروا دوں کہ بنیادی مزاج سے واقفیت حاصل ہو سکے پھر جس نے باقاعدہ ڈاکٹر بننا ہے اسے لازماً مزید محنت کرنا ہوگی اور اسے جسم کی بناوٹ اور ساخت کا علم ہونا چاہئے۔ چاہے آپ نان پروفیشنل ہوں تب بھی آپ کو جسم کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اکثر احمدیوں کو دواؤں کی اتنی واقفیت حاصل ہو جائے کہ روز مرہ کی بیماریوں میں دوا استعمال کر سکیں۔ پھر سفر کے دوران جو بیماریاں اچانک لاحق ہوتی ہیں ان کا علاج کر سکیں۔ اس سے آپ کے بہت سے خرچ بچیں گے اور بہت سی سر دردیاں بچ جائیں گی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہم دواؤں کے مزاج کے بارے میں بیان فرمایا:

ABROTANUM

حضور انور نے فرمایا خاص طور پر وہ امراض جو بعض دفعہ ساری زندگی کے لئے ایک انسان کو جگہ منتقل کر کے بعض فوائد سے، بعض اہم انسانی ضروریات سے محروم کر دیتی ہیں۔ مثلاً کن پیڑے ہیں اگر ٹھنڈ لگ جائے یا دوا کے استعمال سے ان کو دبا دیا جائے تو بعض اوقات یہ بیماری ان اعضاء میں منتقل ہو جاتی ہے جو نسل پیدا کرنے والے ہیں۔ اگر اس طرف منتقل ہو جائے تو عام ادویہ میں ان کا کوئی علاج نہیں۔ بعض لوگوں کے ہاں بچے پیدا نہیں ہوتے ان کی ماضی کی جب تاریخ کھنگالی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کو بچپن میں کن پیڑے نکلے تھے جو کسی دوا کے اثر سے نیچے کی طرف منتقل ہو گئے ایسے امراض کے لئے ایبراٹینم (Abrotanum) چوٹی کی دوا ہے۔

اس میں ایک حصے سے دوسرے حصے کی طرف انتقال مرض کی علامت نمایاں ہے۔ اور ایک قسم کی مرض کا دوسری قسم کے مرض میں تبدیل ہونا بھی داخل ہے۔ مثلاً Rheumatism ہے یعنی وجع المفاصل اس میں اگر اچانک کسی وجہ سے شفا ہو جائے اور دل پر سخت حملہ ہو جائے تو یہ بہت مہنگا سودا ہے۔ ایبراٹینم اس سلسلہ میں بہت اچھی دوا ہے۔ یہ اسے بالکل ٹھیک نہیں کرے گی لیکن اصل مرض کی طرف لوٹا دے گی اور وہاں اگر ابراٹینم نے فائدہ نہ دیا تو دوسری دوائیں کام آجائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا اس کے علاوہ بعض اوقات اسہال سے قبض یا قبض سے اسہال پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سوکھا پن کی بھی یہ بہت موثر دوا ہے۔ اس کی علامتیں سردی اور نمی سے بڑھتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انتقال مرض میں خصوصاً کن پیڑوں کے نیچے کی طرف منتقل ہو جانے میں پلسٹیلا اور کاربوویج (Pulsatilla & Carbo. veg.) بھی بہت مفید ہیں لیکن پلسٹیلا کو گرمی سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح کاربوویج کی اپنی کچھ علامات ہیں۔

ACTAEA RACEMOSA

اس کو سیمیسی فیوگا (Cimicifuga) بھی کہتے ہیں۔ یہ دوا عورتوں کے لئے غیر معمولی اثر رکھنے والی دوا ہے۔ اس میں دو مختلف متقابل دواؤں کی بعض علامتیں پائی جاتی ہیں۔ بعض پہلوؤں سے یہ برائیونیا (Bryonia) کے مشابہ ہے اور بعض پہلوؤں سے رسٹاکس (Rhus. Tox) سے مشابہ ہے۔ برائیونیا میں حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے اور آرام کرنے سے آرام ملتا ہے۔ رسٹاکس میں آرام سے تکلیف بڑھتی ہے اور حرکت سے آرام ملتا ہے۔ لیکن ابتدائی حرکت بہرحال تکلیف دیتی ہے۔ رسٹاکس رات کو جسم میں دردیں بھرتی رہتی ہے کچھ دیر بعد آرام آجاتا ہے۔ کروٹ بدلنے سے کچھ آرام آتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ شروع ہوتی ہے۔ جسمانی بے چینی کا نام رسٹاکس ہے اور ذہنی بے چینی کا نام آرسنک (Arsenic) ہے۔ آرسنک کی بے چینی گہری ہوتی ہے روح میں بے چینی کی طرح۔

حضور نے فرمایا کہ عورتوں کو جب ماہانہ تکلیف ہوتی ہے تو عموماً جتنا خون کھل کر جاری ہو جائے اتنا ان کی تکلیفوں کو آرام آجاتا ہے۔ اور Actaea Racemosa میں کھلنے سے تکلیف بڑھتی ہے اور زیادہ کھل کر اگر بیماری واقع ہو تو اس میں درد بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شروع میں بھی زیادہ اور آخر میں بھی ختم ہونے کے بعد تکلیف زیادہ۔ یہ علامتیں اگر کسی خاتون کے اندر پائی جائیں تو ان کو عموماً یہ دوا بہت فائدہ دے گی۔ وجع المفاصل، جوڑوں کی درد میں بھی یہ فائدہ پہنچاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایکٹیا میں انتقال مرض اور طرح سے ہوتا ہے اور جسمانی تکلیفوں سے ذہن کی طرف مرض کا انتقال ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات بچوں میں ہسٹریائی مزاج جسمانی تکلیفوں کو ہٹا دینے سے ہوتا ہے اس کے ساتھ ذہنی پریشانی شروع ہو جائے تو اس دوا کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ذہنی تکلیف سے بچی خاموش ہو جائے گی۔ اگر زور دیں تو رو پڑے گی، یہ ایکٹیا کی خاص علامت ہے۔ اس دوا کا غم سے خاص تعلق ہے۔ غم سے دماغ پر جو اثرات ہوتے ہیں وہ جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ یہ اس دوائی کی خاص علامت ہے۔ ہر شخص کو غم سے تکلیف یکساں نہیں ہوتی لیکن نازک مزاج عورتوں میں مثلاً غم سے ایام میں بے قاعدگی کی تکلیف ہو جاتی ہے یا جوڑوں کا درد ہو جاتا ہے اور جسمانی عوارض لاحق ہو جاتے ہیں اس میں اس دوا کا خیال بھی آنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رسٹاکس میں کروٹ بدلنے سے جسم کی درد کو آرام آتا ہے لیکن اس میں اس پہلو کو خاص دخل نہیں ہوتا جبکہ ایکٹیا کا تعلق اس پہلو سے ہے جس پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ ہاتھ سے بھی کسی پہلو پر دباؤ ڈالیں تو وہ چیز کانپنے لگ جاتی ہے۔ کسی پہلو لیٹیں تو پٹھے پھڑپھڑانے لگ جاتے ہیں پھر چہروں کے عضلات میں بھی دھڑکن پائی جاتی ہے اس میں اس دوا کو یاد رکھنا چاہئے یہ وسیع دوا ہے اس کی صرف چند علامتیں میں نے بتائی ہیں۔ ابراٹینم میں اسہال سے قبض ہو جانا اور قبض سے اسہال ہو جانا تھا یہ علامت اس میں بھی ہے اور "سمی سی فیوگا" میں سر درد عموماً ڈیلوں میں اور گدی میں زیادہ ہوتی ہے۔ عام طور پر نو بیاہتا بچیوں کو پہلے حمل میں متلی ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پہلے میں اس کا عام علاج کرتا تھا لیکن بعض دفعہ متلی کی کیفیات ایسی ہوتی تھیں کہ اس سے مطلق آرام نہ آتا تھا اس لئے کہ ہومیو پیتھی میں اسپرین قسم کا کوئی علاج نہیں۔ بعض بچیوں کو بڑی سخت ضدی متلی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں عورتوں سے تعلق رکھنے والی دواؤں کا مطالعہ خود عورتوں کو کرنا چاہئے اور ان امراض کا جو روز مرہ ان کے تجربہ میں آنے والی امراض ہیں ان کا گہری نظر سے ایسا تجزیاتی مطالعہ کریں کہ فرق کر سکیں۔ مزاج شناسی ہومیو پیتھی میں بہت ضروری ہے۔

AESCULUS

اس دوا کا نمایاں پہلو کنفیوژن (انتشار) ہے۔ عام طور پر دماغوں میں کنفیوژن تھکاوٹ یا زیادہ کام کرنے سے ہوتا ہے۔ اور نیند سے آرام ملتا ہے لیکن یہ عجیب دوا ہے کہ سونے سے کنفیوژن بڑھتا ہے۔ جب سونے سے کنفیوژن بڑھے تو یہ اس دوا کی علامت ہے۔ یہ علامات لائیکوپوڈیم میں بھی پائی جاتی ہیں مگر لائیکوپوڈیم کی دوسری علامتیں اتنی نمایاں ہیں کہ ان کا فرق کرنا ہومیو پیتھ کے لئے کچھ مشکل نہیں لیکن اس کا کنفیوژن ایسا ہے کہ بچہ نیند سے اٹھتا ہے تو اسے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یادداشت کی کمی ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ نئی جگہ جائیں سو کر اٹھیں تو دل میں کنفیوژن ہوتا ہے کہ رستہ کہاں ہے۔ میں کہاں ہوں، کچھ سمجھ نہیں آتی۔ یہ کنفیوژن اتفاقی حادثہ ہے جو سفر کے نتیجہ میں ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض کا یہ مستقل کنفیوژن ہے جو ایک جلدی بیماری بن جاتا ہے اور صبح اٹھنے کی علامت کو آپ پہچان لیں تو یہ مرض پکڑا جائے گا۔ یادداشت کی کمی اس کے ساتھ ہے۔ ایسے لوگوں میں غم بھی زیادہ ہوتا ہے۔ عام طور پر خوش مزاج مگر ذرا سا مزاج کے خلاف بات ہوئی تو مزاج بگڑ گیا۔ سخت چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ دردیں ہر طرف دوڑتی ہیں۔ آنکھوں کی سرخی اس کی خاص علامت ہے۔ بعض ڈاکٹروں نے اس سرخی کو آنکھوں کی پائلز قرار دیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پلسٹیلا میں دردیں گرمی سے بڑھتی ہیں اور سردی سے آرام آتا ہے۔ لیکن اس دوا میں سردی سے دردیں بڑھتی ہیں اور گرمی سے آرام پاتی ہیں لیکن عموماً ویسے مریض سردی طلب کرتا ہے اور اسے سردی پسند ہے۔

حضور نے ایکٹیا ریسی موسا یعنی سمی سی فیوگا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں جس کروٹ عورت لیٹتی ہے اس طرف کے پٹھے پھڑکنے لگتے ہیں لیکن پھڑکنے کا تعلق Spasm سے ہے۔ بعض تشنج ایسے ہوتے ہیں کہ آکر ٹھہر جاتے ہیں بعض آکر جاتے اور پھر آتے رہتے ہیں نبض کی طرح۔ وضع حمل میں جب بچہ پیدا ہوتا ہو اس وقت اس کا تشنج کولہوں میں واقع ہوتا ہے، درد نیچے کی طرف گئی اچانک رستہ بدل کر دائیں اور بائیں چلی گئی۔ اس وقت ایکٹیا کی ایک خوراک ۳۰ یا ۲۰۰ کی طاقت میں استعمال کرائیں تو بعض دفعہ ایک ہی خوراک سے آرام آجاتا ہے۔

کولو فائیلم (Caulophylum) بھی اس موقع پر استعمال ہوتی ہے۔ دردیں جب نیچے جاتی ہیں تو بچے کو باہر دھکیلنے والے Muscles کی طرف جانے کی

FOODS
BUYING GROUP
FOR
GROCERS
AND C.T.N.
SHOPS
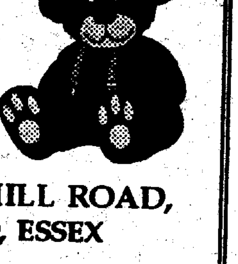
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464
081 553 3611

بجائے اس کی دردیں نیچے اتر کر ران میں دائیں بائیں پھیل جاتی ہیں۔ ایکٹیا میں دردیں پھیل کر کولہوں کی طرف آگئیں اور اس کی دردیں نیچے اتر کر ران کے اندر سے دائیں بائیں پھیل جاتی ہیں اور رحم کا منہ نہیں کھلتا جس سے شدید تکلیف ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا انور آباد لاڑکانہ میں ایک دفعہ میں دورے پر گیا ہوا تھا۔ رات گیارہ بارہ بجے ہمارا جلسہ ہو رہا تھا کہ ایک شخص روتا پیٹتا آگیا کہ میری بیوی مر رہی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ میں نے کہا دعا کریں گے لیکن بتاؤ تو ہوا کیا ہے اس نے یہی علامات بتائیں کہ منہ نہیں کھل رہا۔ اس کو میں نے اپنے سفری بیگ میں سے کولوفائیلم (Caulophyllum) نکال کر دی۔ دس پندرہ منٹ کے اندر ہی وہ خوشی سے واپس آیا کہ موٹا تازہ صحت مند بچہ پیدا ہوا ہے۔ تحفہ کے طور پر مرغی پلیٹ میں رکھی ہوئی ساتھ لے کر آیا۔

حضور نے فرمایا کہ ایسی دوائیں جو ایمرجنسی سے تعلق رکھتی ہیں ان کو ایسا دماغ میں نقش کر لیں کہ مریض کی تصویر کے ساتھ بیماری کی تصویر ایسی بندھ جائے کہ ایک دیکھے تو دوسری ضرور یاد آجائے۔ اس پہلو سے ایکٹیا اور کولوفائیلم کے باہمی فرق کو یاد رکھیں۔ اس کے ساتھ جلسیمیم (Gelsemium) بھی یاد رکھیں اس میں عموماً دردوں کا کمر پر زیادہ زور ہوتا ہے اور نیچے جا کر کمر سے واپس چڑھتی ہیں۔ کالی کارب (kali Carb) میں کمر سے پیچھے باہر باہر دردیں نکل جاتی ہیں۔ پلسٹیلا (Pulsatilla) میں دردیں کم ہوتی ہیں۔ اس کی دو چار خوراکیں بار بار مناسب وقفے سے دینے سے یہ دردوں کو اٹھاتی بھی ہے اور ان کو کنٹرول بھی کرتی ہے۔ انگلستان میں ایسی مریض عورتوں کو جو پلسٹیلا کے استعمال سے جن کے آپریشن کا فیصلہ ہو گیا تھا معمول سے کم تکلیف سے ولادت ہو گئی۔ ایسی ہنگامی ضرورت کی دواؤں کو خاص طور پر ذہن نشین کرنا چاہئے۔

AETHUSA

حضور انور نے فرمایا اس فوری ضرورت کی دوا کا کوئی بدل ایلوپیتھک طریق میں اب تک میرے علم میں نہیں آیا۔ بچے کو سوکھا کی بیماری ہے۔ بچہ دودھ پیتا ہے لیکن تھوڑی سی دیر میں آدھا کچا پھٹا ہوا دودھ باہر نکال دیتا ہے اور بھوک پھر سے دوبارہ لگ جاتی ہے۔ اور ویسے عموماً قبض ہے لیکن اگر اسہال ہے تو بہت معمولی سے زرد رنگ کے بعض دفعہ مکمل قبض ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا ایک دفعہ میرے پاس ایک بچہ فضل عمر ہسپتال سے لایا گیا۔ اس کی شکل سوکھے کی وجہ سے ایسی خوفناک ہو گئی تھی جیسے موت سے ڈرانے والی شکل ہوتی ہے۔ جس کی کھوپڑی اور دو ہڈیاں بنی ہوتی ہیں اس جیسی شکل ہو گئی تھی۔ سر بڑا سا چرا پچکا ہوا۔ اس کے ماں باپ نے بتایا کہ اس پر کوئی دوا کام نہیں کر رہی۔ کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا اسہال آتے ہیں؟ انہوں نے بتایا نہیں مسلسل قبض ہے۔ ایک ماہ ہو گیا ہے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ شاید اس کی نالی ہی نہ بنی ہو۔ ایک بار بھی قبض نہیں کھلی۔ اس کو میں نے یہ دوا ایتھوزا دی۔ ایک دن کے بعد والدین نے بتایا کہ پیٹ چل پڑا ہے اور صرف ایک ہفتہ میں مکمل صحت ہو گئی۔ یہ ایک مثال ہے لیکن اکثر ایسی کیفیت ہو تو یہ دوا فائدہ دیتی ہے۔

حضور نے فرمایا Abrotanum کا سوکھا پن نیچے سے شروع ہوتا ہے ٹانگوں سے شروع ہو کر پھر پیٹ کو چھوڑ کر چھاتی اور گردن میں منتقل ہو جاتا ہے لیکن ایتھوزا میں سارا جسم اکٹھا سوکھتا ہے۔

ایتھوزا کی ایک اور بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ اس میں گرمی سے تکلیف سر کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ ایسا بچہ جس کے دماغ میں کوئی نقص ہو اس کی بیماری جب پیٹ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تو اس میں ایتھوزا بہت مفید ہوتی ہے۔ اگر دماغ اور پیٹ کا تعلق آپ کو دکھائی دے تو ایتھوزا کو نہ بھولیں۔

AGARICUS

آپ نے فرمایا کہ اس کی ایک نمایاں علامت لرزش ہے اس میں آنکھیں دائیں بائیں لرزتی ہیں اور عمر کے ساتھ یہ بیماری بڑھتی جاتی ہے۔ شدید ذہنی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ بلیک سپاٹ بھی آجاتا ہے۔

ایسا مریض جس کا ایگیریکس سے تعلق ہو اس کا دماغ کمزور ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ سیکھتا ہے۔ دورہ بھی پڑ سکتا ہے۔ آنکھیں کانپیں یا نہ کانپیں ایسے موقع پر یہ دوا استعمال کریں۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ صبح کے وقت دماغ میں زیادہ کمزوری دکھاتے ہیں۔ عام طور پر ٹھیک ہیں لیکن جب کوئی نئی بات کریں تو بالکل کنفیوژ ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں دن بھر ذہن ایکسائیٹ ہوتا جاتا ہے یہ تکلیف کم ہوتی جاتی ہے۔ شام یا رات کے پہلے حصے میں نئی باتیں بھی سن یا سمجھ لیتا ہے۔ اس کو Agaricus دیں۔ اس کی اور بھی علامات ہیں۔ بہرہ پن، اعصابی کمزوری، سردی لگنے سے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ ماؤف حصے پر غیر معمولی خون کا دباؤ ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے تناؤ اور بے چینی اور کھجلی ہوتی ہے جس میں درد ہوتی ہے۔ یہ اس کی خاص علامت ہے۔ ہاتھ لگانے سے خارش ہوتی ہے۔ مگر کھجائیں تو تکلیف ہوتی ہے۔ خارش اندر کہیں ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا بعض الرجیز میں بھی یہ دوا مفید ہے۔ مثلاً ملیریا کا علاج کیا گیا تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ ان میں کھجلی بڑھ گئی۔ ایسے وقت میں اگر باقی مزاج بھی ملتا ہو تو اس کا استعمال تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔

اس میں بولنا مشکل ہوتا ہے۔ بچوں اور بڑوں دونوں کو بات کرتے وقت کوشش کر کے زور لگانا پڑتا ہے۔ یہ ہکلانے کی شکل ہے جسے Stemring کہتے ہیں اس کی اصل بیماری خوف ہوتی ہے۔ ان کا نفسیاتی علاج بھی ضروری ہے۔ عام طور پر ہکلانے کے لئے سٹرامونیم (Stramonium) دی جاتی ہے جو گہرے اعصابی خوف سے تعلق رکھتی ہے۔

حضور انور نے احمدی ہومیو پیتھوں کو مشورہ دیا کو انہیں ہکلانے کی بیماری میں Agaricus استعمال کرنی چاہئے۔ اور پھر اپنے تجربات سے مطلع کریں۔

حضور نے فرمایا کہ عام طور پر ہکلانے کی بیماری میں سٹرامونیم ۳۰ سے ۱۰۰۰ تک کی طاقت کی استعمال کی جاتی ہے۔ مگر بہت کم مریضوں کو نمایاں فائدہ ہوتا دیکھا ہے۔

اگیریکس کے بارے میں حضور نے بتایا کہ اس میں بھی انتقال امراض کا مادہ ہوتا ہے۔ اور خصوصیت سے عورتوں کے دودھ بند ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر عورتوں میں اچانک دودھ بند ہو جائے اور دماغی علامات ظاہر ہوں، پاگل پن کے آثار یا شدید بے چینی، گھبراہٹ خوف ہو تو یہ دوا بہت نمایاں اثر دکھاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ہر دوا کی اپنی شناخت ہے اور مریض کی اپنی شناخت ہے ان دونوں کو ملانا چاہئے۔

AGNUS CASTUS

اس دوا کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اعصابی کمزوری کی ایک چوٹی کی دوا ہے۔ اس میں بھی رحم کے نیچے گرنے کا احساس پایا جاتا ہے۔ مزاجی علامتوں میں مایوسی، بے چینی، خوف یہاں تک کہ اس میں خودکشی کا رجحان بھی ہوتا ہے۔ ایسی سر درد ہوتی ہے جو روشنی سے بڑھتی ہے۔ فوٹو فوبیا یعنی آنکھوں کو روشنی سے تکلیف ہوتی ہے۔ پیٹ کی ہوا کے لئے بھی یہ بڑی اچھی دوا ہے۔ پیٹ کی ہوا کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یورپ میں تو ڈاکٹر اس کے آگے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ ایسی ایسی دوائیں دیتے ہیں منہ کا مزا بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے آنکھیں بند کر کے Antacid نہ لیں۔ اگر انتڑیوں کی حرکات (Peristolic Movements) کمزور ہوں تو معدے میں جو ایسڈ بن جاتا ہے وہ بہت خراب ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں نکس وامیکا دی جائے تو یہ حرکات بحال ہو جاتی ہیں اور مرض کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔

بحیرہ مردار کا تحفہ

(ڈاکٹر قاضی محمد برکت اللہ ۔ امریکہ)

بحیرہ مردار کا ایک تحفہ تو وہ نوشتے ہیں جو وہاں سے بر آمد ہوئے اور ان پر تحقیقی کام جاری ہے۔ اس سے عیسائی مذہب کی ساخت و پرداخت پر روشنی پڑتی ہے۔ بحیرہ مردار کا ایک اور تحفہ اس کا وہ پانی ہے جو بہت سی بیماریوں کو دور کرتا ہے اور آج کی تحقیق سے قریب قریب ایک سو سال پہلے ایک چھوٹی سی گمنام بستی میں خداتعالیٰ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ نے لکھا تھا کہ حضرت یسوع مسیح بعض مریضوں کو ایک خاص جگہ نہانے کو کہتے تھے جس میں نہانے سے جسم کی بہت سے بیماریاں دور ہو جاتی تھیں اور بعد میں آنے والوں نے اسے حضرت مسیح کا معجزہ قرار دیا۔ بحیرہ مردار کا وہ تحفہ جس کا یہاں ذکر ہے وہ ایک کیچڑ ہے جسے چہرہ پر لگانے سے حسن نکھر آتا ہے۔

بحیرہ مردار کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں کا پانی اس قدر کثیف اور گاڑھا ہے کہ اگرچہ پانی ہے، مائع ہے، لیکن اوپر کی سطح سے ٹھوس لگتا ہے۔ اس قدر کہ آدمی اس پر بیٹھ کر اخبار پڑھ سکتا ہے اور اگر اس کے اندر گر جائے تو ڈوب نہیں سکتا۔ اس میں معدنی دھاتیں اس قدر ہیں کہ اس میں نہانے سے جسم کی بہت سی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور زندگی سوائے خاص قسم کی جھینگا مچھلی کے اور خاص قسم کے پودوں کے ممکن نہیں ہے اس لئے سمندر کے اس حصے کو مردار کہتے ہیں۔ یہ حصہ سطح سمندر سے قریب قریب ۱۳۰۰ فٹ نیچے واقع ہے۔ قدرت نے اس پانی میں ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ بحیرہ مردار کہلانے کے باوجود یہاں کا پانی انسانی زندگی کے لئے صحت بخش اور نفع بخش ہے۔

کچھ عرصے سے بحیرہ مردار کے ارد گرد میڈیکل ڈاکٹروں نے اپنے کلینک کھول رکھے ہیں اور بہت زیادہ کماتے ہیں۔ ایسے انسان جو جلد کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں یہاں آتے ہیں اور ٹھیک یا رو بصحت ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔ مریضوں کو پانی میں نہلایا جاتا ہے اور دھوپ کے اثرات سے بدن میں ایک نئی رو پیدا ہو جاتی ہے۔ پانی میں ملی ہوئی دھاتیں سورج کی شعاعوں کو فلٹر (Filter) کر دیتی ہیں۔ جس سے دھوپ میں بیٹھنے (Sun Bathing) کے مضر اثرات پیدا نہیں ہوتے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نہایا نہ بھی جائے پھر بھی یہاں کی فضا میں سانس لینے سے ہی بدن میں چستی آجاتی ہے۔ چونکہ نایاب قیمتی دھاتیں اور سورج کی شعاعیں اس کا ایسا اثر پیدا کرتی ہیں کہ بدن کے لئے صحت بخش ہے۔ میڈیکل ڈاکٹروں نے خاص جگہوں پر ایک خاص قسم کا موٹا سا رسہ لگا رکھا ہے کہ آدمی اسے پکڑ کر پانی کے اندر زبردستی داخل ہو، ڈبکیاں لگائے اور پھر باہر نکل آئے اور اس زمین کا سیاہ کیچڑ جسم پر لگانے سے جسم کی سوجن کو دور کر دیتا ہے۔ اور چہرے پر لگانے سے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔

جب سے اس علاقے کی تاثیر کا پتہ چلا ہے بہت سے سیاح (Tourist) یہاں آرہے ہیں۔ خاص طور پر ویک اینڈ خوب بارونق ہوتا ہے۔ یروشلم سے صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کار میں صرف ہوتے ہیں۔ بہت سے ہوٹل کھل گئے ہیں اور ڈاکٹروں کی نگرانی میں غسل خانے بن گئے ہیں۔

جو لوگ یہاں نہیں آسکتے ان کی سہولت کے لئے کمرشل طریقے سے یہاں کا پانی اور کیچڑ باہر بھیجا جاتا ہے۔ بحیرہ مردار کے قرب میں اب ایسی اشیاء بن رہی ہیں جن میں چہرے کے لئے کریم، افزائش حسن کے لئے یہاں کے تیار کردہ کاسمیٹک اور کیچڑ کا پیکٹ وغیرہ شامل ہیں۔ جو لوگ تفریح کے لئے جانا اور کچھ دنوں تک وہاں رہنا چاہتے ہوں ان کے لئے نہایت معقول رہائش کا انتظام ہے اور کسی بھی ٹریول ایجنسی سے رابطہ کر کے مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اندازاً خرچ دو ہزار ڈالر سے کم کا ہے۔

آزاد کشمیر کے علاقے میں مربی صاحب بتایا کرتے تھے کہ وہاں کم سے کم ایک چشمہ نہایت گرم پانی کا ہے اور وہی چشمہ یا کوئی اور چشمہ ہے جس میں نہانے سے بدن کی بعض بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

امریکہ میں آرکنساس سٹیٹ میں "ہاٹ اسپرنگ" ایک تفریحی جگہ ہے جہاں پانی کے سرد اور گرم چشمے ہیں۔ سرد پانی بہت سرد لیکن بہت مزیدار اور گرم پانی اس قدر گرم کہ انڈا بھی رکھا جائے تو ابل آئے۔ بعض جگہ تو ساتھ ہی ساتھ ایک طرف سرد چشمہ اور دوسری طرف گرم چشمہ ہے۔ سرد چشمے میں سے لوگ بغیر قیمت بوتلیں بھر لیتے ہیں اور ساتھ لے جاتے ہیں اور امریکہ کے دوسرے شہروں میں یہاں کے چشموں کا پانی قیمتاً فروخت ہوتا ہے۔ کمرشل طریقے سے بہت سے ہوٹل اور بہت سے حوض اور تالاب، غسل کے لئے ہیں۔

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

دعا کی طاقت کا ایک زبردست تجربہ

(ٹام ہارپر ۔ ٹورنٹو اسٹار، کینیڈا)

[جناب ٹام ہارپر، اخبار "ٹورنٹو اسٹار" کے معروف کالم نگار ہیں۔ دعا کے متعلق ان کے دو مضمون بالترتیب ۲۶ جون اور ۳ جولائی ۱۹۹۴ء کے اخبار میں شائع ہوئے جن کا اردو ترجمہ مکرم بلال احمد شمیم صاحب (قادیان) نے کیا ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔]

کشش ثقل کی طرح دعا بھی ایک غیر مرئی طاقت ہے۔ دعا میں حیرت انگیز طاقت مضمر ہے اور یہ طاقت زمین کے ہر کونے میں محسوس کی جا سکتی ہے۔ شک اور ارتیاب کی نظر سے دیکھنے والے اس بات پر شاید حقارت آمیز تمسخر کریں گے اور جو لا ادریت کے قائل ہیں وہ یہ کہیں گے کہ دعا محض "خود کلامی" ہے۔ مگر یہ لوگ فاش غلطی اور کھلی گمراہی میں ہیں۔

دعا ایک ہمہ گیر طاقت ہے ماضی میں بھی تھی اور آج بھی ہے۔ دعا کرنا ہماری فطرت میں شامل ہے۔ جس طرح کہ زندگی کی تمنا کرنا ہماری جبلت میں داخل ہے۔ آدمی فطرتی طور پر دعا کی طرف مائل ہے۔ ہم اس لئے دعا کرتے ہیں کیونکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے اور دعا کارگر ہوتی ہے۔ میں ذاتی تجربہ اور مشاہدے کی بناء پر یہ بات کہہ رہا ہوں نہ کہ کسی کے کہنے یا کہیں پڑھنے کے سبب۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں دعا کے بارے میں پورا علم رکھتا ہوں۔ اس معاملہ میں تو میری حیثیت اس طفل کی سی ہے جو ایک بہت بڑے ساحل کے کنارے کھیل رہا ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کی کیفیت بھی کم و بیش ایسی ہے جو دعا اور عبادت کرنے میں مجھ سے کہیں آگے ہیں۔ Alfred Lord Tennyson کو یہ بات سمجھنے میں کہ "ہماری جتنی آرزوئیں ہوتی ہیں اس سے کہیں زیادہ کام دعا سے پورے ہو جاتے ہیں" جتنا عرصہ لگا اس سے قبل ہی مجھے اس کا تجربہ ہو گیا تھا۔

دعا کوئی جادو نہیں کہ آپ نے وہ جادوئی فارمولا پڑھ لیا اور خدا نے وہ مسئلہ حل کر دیا۔ ہم نے بارہا کسی کام کے لئے، اپنے لئے یا غیر کے لئے، درد بھری دعائیں کیں اور ان کا جواب منفی میں موصول ہوا اور بعض دفعہ تو بالکل خاموشی طاری رہی۔

دعا کوئی خود کار مشینی آلات یا کمپیوٹر سافٹ ویئر پر مبنی چیز نہیں گو ہمارا خیال ہے کہ ایسا ہونا چاہئے۔ دعا کے بھی کچھ اصول ہیں جو غیر مرئی ہیں اور یہ خدا کی مرضی کے تابع کام کرتے ہیں۔ ہر دعا کا جواب دیا جاتا ہے لیکن یہ جواب عالم الغیب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس جواب میں خدا کی محبت ہمارے لئے شامل ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز یا کام کے لئے دعا کی جا رہی ہے وہ ہمارے لئے مضر ہو تو جواب انکار میں آتا ہے لیکن یہی ہمارے لئے بہتر ہوتا ہے۔ لیکن ہماری جسمانی آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی حالت میں بہترین دعا یہی ہے Thy will be Done کہ ہم خدا کی رضا کے آگے سر خم تسلیم کرتے ہیں۔ اکثر یہ دعا تب کی جاتی ہے جب اس کے پورے ہونے کے آثار نہ ہوں۔

لیکن میں ایسی نا امیدی کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں قبولیت دعا کی بات کر رہا ہوں کیونکہ میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ ہماری زندگی خدا کے ہاتھوں میں ہے اور عالم الغیب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔

مجھے اس بات کی حیرانی ہے کہ جبکہ عوام الناس دعا کی طاقت اور قبولیت کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود سائنسی، طبی اور دیگر ادارہ جات اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے منصوبے جاری رکھتے ہیں مثلاً جنوبی امریکہ کے بڑے بڑے طبی ادارے امسال ۱۵ بلین ڈالر Super Bugs کے خاتمہ کے لئے ایک جراثیم کش دوا کی ایجاد پر صرف کر رہے ہیں۔ یہ جاننا چاہئے کہ جو بھی نئی دوا ایجاد ہوگی اس کے مضر اثرات بھی زیادہ ہونگے اور وہ مزید جراثیم کی پیدائش کا سبب بننے کے باعث متروک الاستعمال ہو جائے گی۔ لیکن یہ طبی ادارے صحت اور تندرستی پر دعا کے اثرات کے جائزہ پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ ایسی ایجادات کو دوائی کی طرح فروخت کر کے تجارت نہیں کر سکتے۔

لیکن حالیہ چند تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے جو کم از کم ابتدائی طور پر دعا کے اثرات کا سائنسی طریق پر تجزیہ کر سکے۔

شاید آپ نے California یونیورسٹی کے سابق پروفیسر اور ماہر امراض قلب Dr. Randolph Byrd کے تجربات کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ سان فرانسسکو کے جنرل ہسپتال میں انہوں نے قلبی عارضہ سے لاحق ۴۰۰ مریضوں کو انگل پچو طریقے سے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلا حصہ جو ۱۹۲ مریضوں پر مشتمل تھا ان کے لئے دعا کی گئی اور دوسرے حصہ میں ۲۰۱ مریض تھے ان کے لئے دعا نہیں کی گئی۔ لیکن ہسپتال کا عملہ ان کا معمول کے مطابق علاج کرتا رہا۔ مشہور و معروف مصنف Dr. Larry Dossey اپنی تصنیف Recovering the Soul: A Scientific & Spiritual Research میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر برڈ کا یہ طریقہ دنیائے طب میں انتہائی بے رحمانہ طریق ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "ایک انگل پچو اور دوہرا اندھا طریقہ جس میں نہ ہی مریض اور نہ ہی معالج کو کچھ پتہ لگے کہ مریض کس گروپ کا ہے"۔

ڈاکٹر برڈ نے پہلے گروپ کے مریضوں کے لئے دعا کرنے کے لئے بیرون امریکہ کے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیوں کو لگایا۔ ان کو مریضوں کے نام اور ان کی بیماری کے بارے کچھ معلومات فراہم کی گئیں اور کہا گیا کہ وہ روزانہ ان کے لئے دعا کریں۔ مریضوں کا وہ گروپ جن کے لئے دعا کی جا رہی تھی ان میں سے ہر ایک مریض کا نام دعا کرنے والے پانچ یا سات رضا کاروں کی فہرست میں شامل تھے۔

اس طرح دس ماہ کے مشاہدہ کے بعد جو نتائج سامنے آئے وہ بہت حیران کن تھے۔ جن مریضوں کے لئے دعا کرائی گئی تھی ان کی حالت مریضوں کے دوسرے گروپ جن کے لئے دعا نہیں کرائی گئی کی نسبت کئی لحاظ سے قابل ذکر طور پر بہتر ہو گئی تھی۔ ان کو Antibiotics کی ضرورت میں پانچ گنا کمی آگئی تھی۔ Pulmonary edome (پھیپڑوں پر دل کی حرکت میں رکاوٹ پیدا ہو جانے سے رطوبت کا جمنا) ہونے کا اندیشہ تین گنا کم ہو گیا تھا۔ ان میں سے کسی کو Intubation (دل یا نرخرہ کو نالی کے ذریعہ کھولنا) کی ضرورت نہیں پڑی البتہ ان میں سے بارہ مریضوں کو سانس دینی پڑی اور عرصہ مشاہدہ میں بہت کم مریضوں کی موت واقع ہوئی۔

Dossey آگے تبصرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ تکنیک کوئی نئی دوا یا نیا طریقہ علاج ہوتا تو اس کو ضرور ایک زبردست ایجاد تسلیم کیا جاتا۔ ارتیاب کی نظر سے دیکھنے والے ایک ڈاکٹر نے برڈ کے تجربات سے متاثر ہو کر یہ لکھا "شاید آئندہ ہم جیسے ڈاکٹروں کو نسخہ تجویز کرتے وقت یہ لکھنا پڑے کہ دن میں تین بار دعا کریں کیونکہ اگر یہ کارگر ہوتی ہے تو ضرور کارگر ہوگی۔

برڈ کی تحقیق کوئی عدیم المثال واقعہ نہیں ہے۔ اس میں ابھی مزید تحقیق کی جا سکتی ہے اور کی جانی چاہئے۔ دعا کے کوئی بد اثرات نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اخراجات کرنے پڑتے ہیں صرف اس میں ایک توانائی جسے محبت یا پیار کہتے ہیں کی ضرورت ہوتی ہے جس کی کوئی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی۔

(انگریزی سے ترجمہ از اخبار ٹورنٹو اسٹار کینیڈا ۲۶ جون ۱۹۹۴ء)

زندگی کا صحیح لطف
دعا کی حقیقت جاننے میں ہے

گزشتہ ہفتہ میں نے دعا کی طاقت کے متعلق لکھا تھا۔ اخلاقی اقدار مثلاً گفتار و کردار میں گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کے لئے دعا کی اس قدر اہمیت ہے کہ میں پھر اس مضمون کو لے کر دوبارہ حاضر ہوا ہوں۔ موسم گرما کے شروع ایام اپنی "دعائیہ زندگی" کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لئے موزوں ہیں۔ اسی طرح چھٹیوں میں تھوڑا بہت وقت مطالعہ میں صرف کرنا چاہئے تا کہ علم میں اضافہ ہو اور مختلف علمی تجارب سے واقفیت حاصل ہو جائے۔ روحانی پختگی حاصل کرنے کے لئے کوئی اور چیز دعا سے زیادہ مرکزی حیثیت نہیں رکھتی۔

گزشتہ ہفتہ کے کالم میں میں نے قلبی عارضہ سے لاحق مریضوں پر دعا کے اثرات کے سائنسی تجربے کا ذکر کیا تھا۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو مشاہدہ و مطالعہ سبکدوش اعزازی پروفیسر Dr. Randolph Byrd نے کیا ہے وہ کوئی عدیم المثال نہیں ہے اور نہ ہی وہ مکمل ہے۔ حال ہی میں علاج معالجہ کے متعلق ایک کتاب کی تصنیف کے دوران مجھے سان فرانسسکو کے پادری Rev. Dr. Seam O'Laoire کے مشقت آمیز سائنسی تجربات کا علم ہوا۔ یہ تحقیقی مضمون خود پسندی، پریشانی اور افسردگی پر شفاعتی دعاؤں کے اثرات کا ایک تجرباتی تجزیہ، ادارہ ماوراء نفسیات Polo Alto کیلی فورنیا میں لکھا گیا۔ یہ مضمون ڈاکٹریٹ مقالہ کے طور پر تحریر کیا گیا تھا جو بڑی کامیابی کے ساتھ پورا ہوا لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ مطالعہ نہایت محتاط طریقہ سے اور نفسیاتی جذبات مثلاً پریشانی و افسردگی کے مشاہدہ کے لئے جدید سائنسی آلات کی مدد سے کیا گیا۔ Dr. O'Laoire نے ۳۹۶ بالغ رضاکاروں کو اس مشاہدہ کے لئے چنا۔ ان میں سے ۹۰ رضا کاروں نے اپنے آپ کو دعا کے لئے پیش کیا۔ ان رضا کاروں کو ڈاکٹر موصوف نے اپنے طور پر دو گروپ Control Group اور Subjects (جن کے لئے دعا کی جاتی تھی) میں تقسیم کیا۔ لیکن رضا کاروں کو یہ علم نہیں تھا کو وہ کس گروپ میں شامل ہیں۔ اول الذکر گروپ میں ۱۴۷ اور موخر الذکر گروپ میں ۲۵۹ افراد تھے۔ ان سب کو یہ بتایا گیا کہ اگر Subject والے گروپ کو دعا سے کوئی فائدہ ہوا تو پھر کنٹرول گروپ والوں کے لئے بھی بعد میں دعا کی جائے گی۔ دعا کرنے والوں کو Subjects کے نام اور ان کی تصویریں دی گئیں۔ وہ ان کے لئے متواتر ۱۲ ہفتوں تک روزانہ ۱۵ منٹ کے لئے دعا کرتے تھے۔ اس سے قبل ان سب ۳۹۶ افراد کا مستند نفسیاتی ٹیسٹ لیا گیا اور مشاہدات کو درج کیا گیا۔ آخری نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ Subject کی حالت میں قابل ذکر بہتری پیدا ہوئی ہے اور یہ دیکھا گیا کہ ان کے جذبات، خود پسندی، پریشانی اور حالت افسردگی نیز روز مرہ کے مزاجی مد و جذر میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح Subjects میں اپنے رشتہ داروں کے متعلق محبت کے جذبات رونما ہوئے اور ان کے تخلیقی، روحانی، جذباتی اور ذہنی و جسمانی قویٰ میں مضبوطی پیدا ہوئی۔ یہ تو Dr. O'L-aoire کی تحقیقات کا مختصر جائزہ ہے لیکن برڈ کی تحقیقات کی طرح اگر ان کے مشاہدات بھی محفوظ کئے جاتے تو ضرور انہیں کسی طبی جریدہ کی زینت بننے کا موقع فراہم ہو جاتا اور ان کو ایک عظیم ایجاد کا مرتبہ حاصل ہو جاتا۔ لیکن ان طبی جریدوں کی اشاعت خصوصاً طبی صنعت اور عموماً طبی تحقیقاتی اداروں کی امداد پر منحصر ہے۔ اس لئے Dr. O'Laoire کی تحقیقات کا استقبال زبردست خاموشی سے کیا گیا۔

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ دعا کے لئے الفاظ اور جگہ یا مقام کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اپنی توجہ اس خالق کائنات اور رب العالمین خدا کی طرف مرکوز کی جائے۔ ہم چاہے کہیں کسی کمرے یا موٹر گاڑی یا کھلے میدان میں تنہا ہوں یا خاموش بیٹھے ہوں ہمارے ارد گرد ہزاروں صوتی نشریات ٹکراتی رہتی ہیں۔ ان صوتی نشریات کو سننے کے لئے ہمیں صرف ریڈیو یا ٹی۔ وی۔ چالو کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی دعا بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ دعا اس ہمہ وقت موجود ذات تک رسائی کا ایک ذریعہ ہے اور دعا کرنا چاہے اپنے لئے یا کسی اور کے لئے دل کے جذبات کا منتقل کرنا ہے۔ دعا کا عروج یہ ہے کہ توجہ اور خاموشی زیادہ ہو اور طلب اور خواہش کم ہو۔

جب میں تنہا سیر کے لئے نکلتا ہوں اس وقت دعا کرنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ چار دیواری کے باہر کھلے میدان میں قدرتی حسین مناظر کے درمیان سکون کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور جذبات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔

میں اپنی طبیعت اور خواہش کے مطابق بلند آواز یا خاموشی سے دعا کرتا ہوں۔ عہد نامہ جدید میں ایک ناقابل فہم حکم ہے کہ "Pray without ceasing" یعنی لگاتار دعا کرتے رہو۔ بہت سے لوگوں نے اس کے لفظی معنے لئے ہیں لیکن میرے خیال میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر بات یا کام جو تم کرتے ہو اس میں دعا کا پہلو مقدم رکھو۔ اسی طرح اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں کام ہو یا کھیل، تعلق داریاں ہوں یا خواہشات ہوں، اس لازوال ذات خداوندی کی رضا ہمیشہ مقدم ہو۔ اس کے بغیر زندگی کا صحیح لطف اور مزہ نہیں۔ یہی دعا کی حقیقت اور راز ہے۔

یاد محمود سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ☆ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

محمود مجیب اصغر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکو"۔

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے طور پر ظاہر ہوئے اور چھ سال تک آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو جاری رکھنے اور آگے چلانے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد زمام امامت ایک ایسے شخص کے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ نے تھما دی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موعود فرزند تھا، جس کے بارے میں پیش گوئی مصلح موعود (جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سبز اشتہار کی شکل میں پہلی بار منصہ شہود پر آئی تھی) میں بتایا گیا تھا کہ اس کے وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت سے ترقیات وابستہ کر دی تھیں۔

خدا کی عجیب شان ہے وہ موعود خلیفہ پچیس سال کی عمر میں خلافت احمدیہ کے روحانی منصب پر سرفراز ہوا۔ اور جیسا کہ کہا گیا تھا "وہ جلد جلد بڑھے گا" اور باون سال تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوئے ہوئے بیج کی آبیاری کرتا رہا اور اسے ایک بلند و بالا اور اچھی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے مضبوط تنے والے درخت کی شکل میں (شجر احمدیت کو) پہنچا کر اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کا بویا ہوا تخم بڑھا اور پھولا اور بڑھتا اور پھولتا چلا گیا۔

جب ۲۵ سال کی کم عمری میں آپ منصب خلافت پر فائز ہوئے، تو اس وقت معاندین یہ یقین کر بیٹھے کہ اب یہ سلسلہ ضرور ختم ہو جائے گا اور اس پر طرہ یہ کہ ہوا کہ ایک مغرب زدہ طبقہ آپ کی خلافت کے آگے علم بغاوت بلند کرتے ہوئے خلافت کے عقیدہ سے ہی الگ ہو گیا۔ بظاہر ان حالات نے دشمن کے حوصلوں کو بلند کیا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ اب یہ سلسلہ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کے قوی ہاتھ نے جس طرح اس وجود کے بارہ میں اس کی پیدائش سے قبل عظیم بشارتیں دی تھیں اس وجود کے ذریعہ ایسے کام کروائے کہ ایک دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی۔

آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں لوگوں کا خیال تھا ان کی زندگی تک یہ سلسلہ ہے لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو پھر یہ سلسلہ قائم رہا پھر حضرت خلیفہ اولؓ کے متعلق لوگ کہنے لگے کہ وہ بڑے عالم ہیں ان پر سلسلہ کا دارومدار ہے مگر جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعد سلسلہ اور بھی بڑھا۔ اسی طرح ہمارے بعد بھی یہ سلسلہ بڑھتا جائے گا جب تک نظام قائم رہے گا اور جماعت میں اطاعت کا مادہ رہے گا لیکن جب لوگ نظام توڑ دیں تو پھر خدا کی سنت ہے کہ وہ برکتیں اٹھالیتا ہے ہاں خدائی سلسلے آدمیوں پر نہیں ہوا کرتے وہ خدا کے منشاء کے ماتحت قائم ہوتے ہیں"۔

(الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء)

—○ ○—

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت نافلہ موعود خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۵ء کے جلسہ سالانہ پر "پیش گوئی مصلح موعود کا مصداق" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی تھی اس میں بڑے احسن رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مصلح موعودؓ کی ذات پر پیش گوئی مصلح موعود پوری شان کے ساتھ پوری ہونے کے سلسلہ میں وضاحت فرمائی تھی اور حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں غیر معمولی کاموں کا ایک مختصر جائزہ بھی پیش کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

☆ پیش گوئی مصلح موعود کی بنیادی صفت نور بتائی گئی ہے۔ باقی تمام خواص اس کے گرد گھومتے ہیں اور گزشتہ باون برس میں ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ انوار الٰہی بارش کی طرح حضورؓ کے مقدس وجود کے ذریعہ نازل ہوتے رہے........ خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ ہم سے رخصت ہونے والا ہمارا آقا اور محبوب واقعی الٰہی نوروں میں سے ایک نور تھا جو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہمارے افق پر طلوع ہوا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی صبح کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق آسمان کی طرف اٹھایا گیا........۔

☆ پیش گوئی مصلح موعود میں دوسری اہم بات یہ بتائی گئی تھی کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا" یہ اس لئے کہ "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"۔ سو ہم میں سے ہزاروں اور لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچی متابعت کے فیض سے علم الٰہی کے عجیب و غریب نکات و معارف آپ پر کھلنے لگے اور دقیق معارف ابر نیساں کے رنگ میں برسنے لگے۔ تفسیر کبیر اور دیگر کتب تفسیر میں آپ نے جو اچھوتے علوم و معارف بیان فرمائے وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہوئے ہیں جو یقیناً خارق عادت ہیں اور جن کا مقابلہ کسی کے لئے ممکن نہیں۔

☆ آپ کو اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو قوتیں بخشی گئی تھیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ کرنے کی جرات کرتا ....۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کی تفسیر کے طور پر جو تالیفات فرمائیں وہ کم و بیش آٹھ دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں اس کے علاوہ حضور نے روحانیت، اخلاق، سیرت اور سوانح، سیاسیات اور احمدیت کے مخصوص مسائل پر جو کتب و رسائل تحریر فرمائے ان کی میزان ۲۲۵ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔

☆ پھر کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم بھی ضروری تھے سو اس کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ فرمائی۔ چنانچہ:

○ انگریزی ترجمہ و تفسیر کے علاوہ

○ جرمن اور ڈچ زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کئے۔

○ ڈینش زبان میں سات پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔

○ مشرقی افریقہ کی سواحیلی زبان میں بھی ترجمہ مع تفسیر شائع ہو چکا ہے۔

○ لوگنڈی زبان میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہوا ہے۔

○ مغربی افریقہ کے لئے بھی پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

○ اس کے علاوہ فرانسیسی، ہسپانوی، اٹالین، روسی اور پرتگیزی زبانوں میں تراجم تیار ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔

○ انڈونیشین زبان میں بھی دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہو چکا ہے۔

○ پھر حضور نے دنیا بھر میں مساجد تعمیر کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ دنیا کے متعدد ممالک میں جن میں یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک شامل ہیں اس وقت تک ۲۸۹ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور متعدد دیگر ممالک میں مساجد زیر تعمیر ہیں۔

○ اس وقت تک جن ممالک میں احمدی مبلغین کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے ان کی مجموعی تعداد ۴۱ ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی مخلص احمدی جماعتیں موجود ہیں جو ہر رنگ میں روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں ....

○ پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" قرآنی محاورہ میں روح اس کلام الٰہی کو کہتے ہیں جو اخروی حیات کا سبب اور ذریعہ ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ یہ مرتبہ عالیہ بھی حضرت مصلح موعودؓ کو حاصل ہوا چنانچہ سرسری تحقیق سے جو علم حاصل ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے رویائے صالحہ اور کشوف کی مجموعی تعداد کم و بیش پانچ صد ہے اور الہامات کی تعداد ۸۸ ہے۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق فرمایا تھا "وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا" مرد مومن کا عزم توکل کی بنیادوں پر بلند ہوتا ہے اور خدا شاہد ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ ہمارا محبوب توکل کے بھی بلند مقام پر فائز تھا۔ ناساعد حالات میں بھی ایسی خوش حالی کے دن گزرے کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن موجود ہیں۔ تنگی کی حالت میں بھی بکمال کشادہ دلی سے اپنے مولا کریم پر بھروسہ رکھا۔ ایثار آپ کا مشرب تھا اور خدمت خلق آپ کی عادت تھی۔ ہزارہا غرباء کو سہارا دیا۔ یتیموں کی پرورش کی بے سہارا طلباء کو تعلیم دلوائی یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر سارا جہان بھی آپ کا عیال ہوتا تب بھی آپ کے دل میں کوئی انقباض پیدا نہ ہوتا۔ خدا خود آپ کے کاموں کا کارساز اور آپ کا متولی تھا........۔

○ پھر خدا نے فرمایا تھا "وہ دل کا حلیم ہوگا" یعنی وہ صفات باری کا مظہر ہوگا اور تمام صفات حسنہ سے متصف ہوگا اور ہم میں سے ہزاروں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارا آقا اور محبوب مصلح موعود اسی زمرہ ابرار میں شامل تھا۔

(بحوالہ الفضل ربوہ، ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء)

—○ ○—

○ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات اور آپ کے دور خلافت پر غور اور تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاموں کے لحاظ سے آپ کی رفتار بجلی کی طرح تھی اور آپ ساری عمر تحریک پر تحریک جاری فرماتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر جہت سے کامیاب و کامران فرمایا۔ اپنے کاموں کی رفتار کے بارہ میں آپ نے خود ایک مرتبہ کیا خوب فرمایا۔

میں تیز قدم ہوں کاموں میں
بجلی ہے میری رفتار نہیں

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک نہایت ہی اہم کام جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل ہے آپ نے صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کو قائم فرمایا اور انجمن کے کاموں کو معین فرمایا اور اس کی حیثیت کو واضح فرمایا۔ دور دراز ممالک میں اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے لئے آپ نے تحریک جدید انجمن احمدیہ کا قیام فرمایا اور

باقی صفحہ نمبر (۴) پر ملاحظہ فرمائیں

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

جماعت احمدیہ ہونسلو (برطانیہ) کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۵ء بروز اتوار بعد نماز مغرب ہیتھ لینڈ سکول میں جماعت احمدیہ ہونسلو (برطانیہ) نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالانہ تقریب منعقد کی۔ جس میں ۴۰۰ کے قریب افراد نے شرکت کی۔ ان میں سے قریباً نصف تعداد غیر از جماعت مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تھی جن میں علاقہ کے میئر، ڈپٹی میئرس کے علاوہ کونسلرز، ٹیچرز، پولیس آفیسرز اور مقامی گوردوارہ کے معززین شامل تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے حاضرین سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ انگلستان میں جماعت احمدیہ کا قیام ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ اس لحاظ سے یہ برطانیہ میں سب سے پہلی مسلم ایسوسی ایشن ہے۔ سیرت النبیؐ کے جلسوں کی اہمیت اور ضرورت واضح کرتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ ۱۸۸۵ء میں جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام نے ہندوستان کے وائسرائے کو ایک خط لکھا اور حکومت ہند پر زور دیا کہ ایسا قانون نافذ کیا جائے جس کے تحت کوئی بھی شخص اپنی زبان اپنی تحریر اور اپنے عمل سے کسی دوسرے مذہب کے پیشوا اور عقائد کو برا بھلا نہ کہہ سکے۔ اور اگر ایسا کوئی کرے تو اسے سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے۔ اس وقت کی حکومت ہند نے اس تجویز پر کوئی عمل در آمد نہ کیا۔ البتہ ۱۹۲۷ء میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے شملہ میں اس وقت کی سیاسی اور سماجی شخصیتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش فرمائی کہ ہم اس مسئلہ پر ایک پلیٹ فارم قائم کر کے ایسے قانون کی طرف پیش رفت کریں۔ چنانچہ بعد میں یہ کوششیں ہندوستان میں پہلے پہل Blaspheme قانون کے نفاذ کا موجب ہوئیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ نے اپنی تجاویز کو محض قانون کی حد تک ہی نہیں رہنے دیا بلکہ باہمی محبت اور اخوت اور رواداری کے جذبہ کو مزید طاقت دینے کے لئے ۱۹۲۸ء میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس منعقد کرنے کا اعلان فرمایا تاکہ غیر مسلموں میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں اور غلط تصور پایا جاتا ہے اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اس موقع پر نہ صرف مسلمان اسکالر ہی سیرت طیبہؐ پر روشنی ڈالیں بلکہ اس بات کو بھی متعارف کروایا گیا کہ غیر مسلم اسکالر بھی ایسی مجالس میں آکر خطاب کریں۔

اس خوش آئند پرگرام کو مزید تقویت دینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک اور اضافہ اس رنگ میں فرمایا کہ تمام دنیا کے احمدی نہ صرف سیرت پر جلسے کریں بلکہ پیشوایان مذاہب عالم کے جلسے بھی منعقد کریں۔ اور اس پلیٹ فارم سے تمام مذاہب کے اسکالر اپنے اپنے مذہب کے پیشوا کی خصوصیات اور تعلیم پر روشنی ڈالیں۔ چنانچہ الحمدللہ کہ جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر تب سے اس قسم کے جلسے منعقد کرتی چلی آ رہی ہے جس میں یہودی اسکالر، عیسائیت کے نمائندے، مندروں اور گردواروں کے نمائندگان وقتاً فوقتاً خطاب کرتے رہے۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد مکرم راویل بخاریو صاحب (روسی اسکالر) اور سیرالیون سے مکرم ایم۔ وی۔ بکاری صاحب نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالی۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی کونسلر گوند اگروال، میئر آف ہونسلو بارو نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے لئے یہ حیرت انگیز انکشاف تھا کہ مجھے یہ علم ہوا کہ احمدیہ مسلم جماعت ۱۹۱۴ء میں اس ملک میں قائم ہوئی اور اس لحاظ سے یہ سب سے پرانی مسلم جماعت ہے۔ انہوں نے مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اسلامی رواداری، باہمی محبت اور اخوت کے جذبوں کو سراہا۔ اگرچہ باہمی رواداری، باہمی تعاون اور محبت اور اخوت اور امن جیسے سنہری اصول سب مذاہب کی بنیادی تعلیم ہے لیکن نہ جانے سب مذاہب والے کیوں اس تعلیم کو بھول جاتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ احمدیہ مسلم جماعت امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے سب سے آگے ہے۔ اور باوجود مخالفت اور ایذا رسانی کے، ہر قسم کے دباؤ پر قابو پانے کی صلاحیت اور اہمیت رکھتی ہے۔

مسٹر آئی۔ ایس۔ ایل، سابق کیونٹی آفیسر نے جماعت احمدیہ ہونسلو کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس تقریب میں علاقے کے سبھی معززین کو شامل کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مختصر خطاب فرمایا۔ کونسلر شرما نے بھی اس موقعہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد (امام مسجد فضل لندن) نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ خصائل اور سیرت طیبہ پر حقائق اور واقعات کی روشنی میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم، قربانی، امانت، اپنے اہل و عیال سے سلوک، رحم، شفقت وغیرہ موضوعات پر روشنی ڈالی۔

آخر میں مکرم عبداللطیف خان صاحب، صدر جماعت احمدیہ ہونسلو نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر یہ جلسہ ختم ہوا۔

بعد میں تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

سمندر کی تہہ میں غوطہ زنی

سمندر کی گہرائی میں غوطہ زنی ایک عام مشغلہ ہے اور سمندر کی گہرائیوں میں دلچسپی رکھنے والے سائنس دان (Marine Biologist) کافی گہرائی میں جاکر فلمیں بناتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو عجیب و غریب مخلوق نیچے پیدا کی ہے ان کی تصاویر ہم تک پہنچاتے ہیں۔ چونکہ انسان کو سانس لینے کے لئے ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے یہ غوطہ خور اپنی پشت پر آکسیجن کے سلنڈر باندھے رکھتے ہیں اور ایک پائپ کے ذریعے اس سے آکسیجن لیتے ہیں۔ اس طرح سانس لینے کے بعد وہ استعمال شدہ کاربن ڈائی آکسائڈ اور اس کے ساتھ ہی غیر استعمال شدہ آکسیجن بھی بلبلوں کی صورت میں باہر نکالتے ہیں۔

واضح ہے کہ پشت پر بندھی ہوئی آکسیجن چند گھنٹوں میں ہی ختم ہو سکتی ہے اس لئے یہ سائنس دان کچھ عرصہ ہی سمندر کے نیچے رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ مزید گہرائی میں جاتے ہیں تو اوپر پانی کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور جسم براہ راست آکسیجن جذب کرنے لگتا ہے جو جسم کے لئے ایک زہر بن جاتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ عام حالات میں ایک غوطہ خور بغیر کسی خاص لباس کے زیادہ سے زیادہ ۶۰ میٹر نیچے جاسکتا ہے۔

اب سائنس دانوں نے ایک نیا لباس نکالا ہے جسے Close Circuit under water breathing apparatus کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں استعمال شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو Soda Lime Pack میں سے گذارا جاتا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر لیتی ہے۔ باقی آکسیجن کو غوطہ خور دوبارہ استعمال کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس لباس کے ساتھ ایک پرزہ بھی لگایا جاتا ہے۔ جس سے غوطہ خور آکسیجن کی مقدار میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غوطہ خور ۱۲۰ میٹر تک کی گہرائی تک بحفاظت جاسکتا ہے اور پہلے سے کئی گنا زیادہ دیر سمندر میں رہ سکتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل یہ لباس استعمال کرنے کے بعد امریکہ کی ایک ٹیم نے ۲۴ گھنٹے سمندر کے اندر گزارے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ جب سائنس دان ہزاروں میٹر نیچے کی تصاویر لینا چاہیں تو اس کے لئے بعض خاص مشینیں بھجوائی جاتی ہیں جن میں کیمرے نصب ہوتے ہیں۔ سائنس دان اوپر بحری جہاز میں بیٹھے بیٹھے ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ ان مشینوں کی رفتار اور سمت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ قبل جہاز ٹائی ٹینک کی تصاویر اسی طرح لی گئیں جو سمندر کی تہہ میں کئی میل نیچے ڈوبا پڑا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

RAMADHAN SCHEDULE 1995

(GMT) TIME	THURS	FRI	SAT	SUN	MON	TUE	WED
11:30 - 1:00	DARS UL QURAN	TILAWAT & HADITH / EUROFILE (Ibr)	DARS UL QURAN	DARS UL QURAN	DARS UL QURAN	DARS UL QURAN	DARS UL QURAN
1:00 - 1:30	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM	MTA NEWS (1:00-1:20)	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM	MTA NEWS / ANNOUNCEMENTS / NAZM
1:30 - 2:00	TILAWAT & HADITH	FRIDAY SERMON (1:20-2:40)	TILAWAT & HADITH	TILAWAT & HADITH	TILAWAT & HADITH	TILAWAT & HADITH	TILAWAT & HADITH
2:00 - 3:00	FRIDAY ● SERMON (Repeat)	MTA VARIETY (2:40-3:00)	MULAQAT ● CHILDREN (Repeat)	MULAQAT ● FOREIGN DELEGATES (Repeat)	NATURAL ● CURE (Homeopathy) (Repeat)	NATURAL ● CURE (Homeopathy) (Repeat)	NATURAL ● CURE (Homeopathy) (Repeat)
3:00 - 3:30	MEDICAL ● MATTERS	MULAQAT WITH URDU SPEAKING GUESTS (3:00-4:00)	EUROFILE ● (From The Archives)	EUROFILE ●	AROUND ● THE GLOBE	MEDICAL ● MATTERS	EUROFILE ● (From The Achives)
3:30 - 4:00	MTA ● VARIETY		MTA ● VARIETY B.A.Rafiq	LETTERS * FROM LONDON	MTA ● LIFESTYLE COOKERY	MTA ● LIFESTYLE	MTA ● VARIETY Imam Rashed
4:00 - 4:50	LIQAA ● MA'AL ARAB	MTA SPORTS	LIQAA ● MA'AL ARAB	CHILDENS ● CORNER	CHILDENS ● CORNER	CHILDRENS ● CORNER	CHILDRENS ● CORNER
4:50 - 5:00	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END	ANNOUNCEMENTS NAZM END

* All Programmes subject to changes.

● Details of these programmes will be announced daily on M.T.A. at 4.50 pm G.M.T.

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, February 17, 1995 No. 7

شذرات

(م ۔ ا ۔ ح)

آیئے آج کچھ اخباری سرخیوں کی روشنی میں اپنے اردگرد اٹھنے والی سوچ کو پڑھنے کی کوشش کریں کہ کسی بھی مسئلہ کے حل کا پہلا قدم اس کے مالہ وماعلیہ کا ادراک ہے۔

خبر کا عنوان ہے

"فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے سیاسی جماعتوں کی گول میز کانفرنس ہوگی"۔

اور ذیلی سرخی ہے:

"اختلافات ختم کرنے کے لئے حکومت سے تعاون پر تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ کی آمادگی"

(روزنامہ جنگ لندن ۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

اس خبر کا منبع پاکستان کی وزارت داخلہ ہے۔ اب جبکہ آئے دن کے خوں ریز فسادات، گولی باری اور مساجد پر حملوں کے فریقین کا نام ظاہر ہو ہی گیا ہے تو ان کے استیصال میں کون سا امر مانع ہے۔ کیا آج تک قتل و غارت کے مجرموں سے کسی نے گول میز کانفرنسیں کی ہیں؟ اور اس انکشاف کے بعد یہ کہنا کہ فرقہ واریت میں پڑوسی ملک ملوث ہے ایک بچگانہ سی بات لگتی ہے۔ شاید وزارت داخلہ کا مطلب یہ ہے کہ تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ کسی پڑوسی ملک کی ایجنٹ ہیں۔ آخر کھل کر بات کیوں نہیں کرتے اور بے گناہ شہریوں کو مروائے جاتے ہیں۔

—— OO ——

"دین سے ناواقف علماء نے عوام کو گمراہ کر رکھا ہے"

(شفیق الرحمان شاہین۔ روزنامہ جنگ لندن ۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

اور اس عنوان کی جو صراحت اصل بیان میں ہے وہ اس طرح ہے:

"مسلمانوں کی اکثریت اللہ اور رسول ؐ سے محبت رکھتی ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب غلط قسم کی رسموں اور فاسد عقیدوں کو محبت الٰہی اور اطاعت رسول کا مظہر سمجھ رکھا ہے اور اس کے سب سے بڑے ذمہ دار پیشہ ور واعظین اور دین سے ناواقف علماء ہیں جنہوں نے عوام کو گمراہ کر رکھا ہے"۔

اس بیان کے بانی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے نائب ناظم نشر و اشاعت ہیں اور جیسا کہ ظاہر ہے برطانیہ کے حالات پر تشویش ظاہر کی جا رہی ہے۔ انہوں نے جب یہ سراغ لگا ہی لیا ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کی گمراہی کا اصل سبب "پیشہ ور واعظین اور دین سے ناواقف علماء" ہیں تو خیر خواہی کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ کچھ ایسے بدنہاد ملاؤں کا نام بھی لے دیتے اور جمہور مسلمانوں سے اپیل کرتے کہ انہیں مسجدوں سے کان پکڑ کر باہر نکالیں اور وہیں بھیج دیں جہاں سے یہ آئے تھے۔ گول مول باتیں کر کے اور کسی ثبوت اور تعین کے بغیر اپنے سے غیر مسلک کے ہم پیشہ لوگوں پر خاک اڑانا تو بذات خود شرانگیزی ہے اور اسی سے مساجد کی بے حرمتی جیسے فتنے جنم لیتے ہیں۔

—— OO ——

"ضرورت پڑی تو لسانی اور فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی کے لئے مناسب قانون سازی کریں گے"

(بے نظیر بھٹو۔ روزنامہ جنگ لندن ۶ جنوری ۱۹۹۵ء)

اس پابندی کی ضرورت حکومت کو کیوں پیش آئی ہے۔ اس لئے کہ جب سے ضیاء الحق نے فرقہ واریت کا جن بوتل سے نکالا ہے اس نے وہ اودھم مچا رکھا ہے کہ فرقہ پرست جماعتوں کے اپنے بیان کے مطابق طرفین کے سینکڑوں جیالے اور فدائی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شہریوں کو قتل یا گھائل کرنے کے جرائم کے لئے تعزیری قانون تو اب بھی موجود ہے۔ اسے حرکت میں کیوں نہیں لایا جاتا اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے میں کیا چیز حائل ہے۔ مفسدہ پردازوں پر پابندی کے لئے پہلے نئی قانون سازی کرنا اور پھر انہیں گرفتار کرنا بالکل ایسے لگتا ہے جیسے بگلا پکڑنے کے لئے پہلے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سر پر موم رکھنا۔ ہمیں تو یہ نظر آتا ہے کہ حکومت نے ان گروہوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ خود ہی ایک دوسرے کو مار مور کر آپس میں نپٹ لو۔ ہمارے کرنے کے اور کام بہت سے ہیں۔ دیکھتے نہیں ہم کس قدر مشغول ہیں۔

—— OO ——

"محاذ آرائی کے میدان"

(روزنامہ جنگ لندن ۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

گو عنوان سے مترشح نہیں مگر مقبول الرحیم مفتی صاحب کا یہ مقالہ بھی علماء کے افتراق وانتشار اور باہم جوتم بیزار کا نوحہ ہے۔ اس موضوع پر آج کل جس سنجیدگی اور شدت سے اظہار خیال کیا جا رہا ہے اور ہر کوئی ان کے اتحاد کی ضرورت پکار رہا ہے۔ اس سے اس کی اہمیت واضح ہے۔ ان میں وقتی طور پر گٹھ جوڑ تو ہو سکتا ہے مگر اختلافات کو یکسر فراموش کر کے کسی قسم کی مستقل وحدت عمل میں آ جائے تو یہ امکان "ایں خیال است و محال است و جنوں" کے زمرے میں ہے۔ اس صورت حال کی متعدد وجوہ ہیں اور ہم نے بارہا ان کا ذکر کیا ہے اور اس حادثہ کی سنگینی کے پیش نظر یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ایک دفعہ پھر اس مظہر کا تجزیہ کریں اور ایک واقعاتی جائزے کی صورت میں اپنے قارئین کے سامنے یہ معاملہ لائیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ جلد اس طرف متوجہ ہوں گے۔

سردست جناب مفتی صاحب کے مفصل مضمون میں درج ایک بہت اہم وجہ کا ذکر مطلوب ہے۔ انہی کے الفاظ میں:

"(یہ لوگ) چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی مفادات کے لئے اتحاد کو انتشار میں بدل دیتے ہیں"۔

اور

"اگر یہ لوگ اپنے جذبات اور ذاتی مفادات کے بجائے عقل اور اجتماعی مفاد کو اپنا امام بنا لیں تو ان کے گروہی مفادات بھی محفوظ رہ سکتے ہیں"۔

ان ملاؤں کے بے وجہ نزاع "ذاتی مفادات" اور "معمولی مفادات" کون سے ہیں۔ بالعموم اس خفیہ راز سے پردہ نہیں اٹھایا جاتا مگر اس بار مضمون نگار موصوف نے جرات سے کام لیتے ہوئے اندر کی بات کھول ہی دی ہے۔ لکھتے ہیں:

"کیونکہ حکومت نے زکوٰۃ کی مد سے سرکاری انتظام کے تحت دینی مدارس کو دی جانے والی امداد کو بدعنوانیوں سے پاک کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے جواب میں دینی مدارس کے ارباب حل و عقد حکومت کے اس اقدام کو مداخلت فی الدین قرار دیتے نظر آتے ہیں"۔

یاد رہے کہ ان میں سے کاہر ملا اور نام نہاد دینی جماعتوں کے سربراہوں سمیت بھی ارکان کسی نہ کسی دینی مدرسے یا جامعۃ العلوم کا کھڑاگ رچائے بیٹھے ہیں اور سرکاری زکوٰۃ فنڈ، عوامی خیرات اور بیرونی ممالک کی امداد کو اپنے ذاتی مفادات میں خورد برد کر رہے ہیں۔ گورنر صوبہ پنجاب کے بیان کے مطابق تو انہوں نے حکومتی امداد بڑھوانے کے لئے طالب علموں کے جعلی اندراجات کر رکھے ہیں اور ان طلبہ کے نام پر بھی وظائف وصول کر رہے ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں۔

یہ "ذاتی مفادات" وہی ہیں جنہیں مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے "سڑی ہوئی ہڈی" کہا تھا اور اس پر جھپٹنے والوں کو "سگان دنیا" کا نام دیا تھا۔ جب تک یہ ان کے سامنے رکھی ہے ان کی باہم یکار اور محاذ آرائی تو رہے گی۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ علمائے اللہ اور رسول ؐ کی خوشنودی کے لئے قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں یا امت کی ہمدردی میں اس کے بچوں کو ظہوری اور قدوری پڑھا رہے ہیں؟ یہ پیشہ ور ہیں اور ان کی ہاتھا پائیاں اور لپاڈگیاں پیشہ وارانہ جھگڑے ہیں انہیں ملت اور اس کے مفاد سے کیا غرض؟

تنظیم گلستاں

آج پھر شعلہ بداماں ہے فضائے گلشن
آج ہر سمت نظر آتا ہے آہوں کا دھواں

بلبلیں نوحہ کناں ہیں کہ چمن جلتا ہے
جانے کس آگ میں پھر میرا وطن جلتا ہے

باغباں کیسے ہیں یہ جن کو خبر تک نہ ہوئی
جنہیں گلشن کی سیاست کا بھی کچھ علم نہ تھا

کہ چمن والوں کا صیاد نے کیا حال کیا
ایسے معصوم شگوفوں کو بھی پامال کیا

ہم تو جس طرح بنے صبر کئے جاتے ہیں
اس کے رستے میں کٹھن وقت جو سہہ جاتے ہیں

"جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے"
ان پہ اپنے کرم و لطف کے در کھولتا ہے

کیسی تنظیم گلستاں ہے؟ اسے کیا کہئے؟
باغبانوں سے شگوفوں کی حفاظت نہ ہوئی

دیکھتے ہیں جسے تضحیک سے ویرانے بھی
آشیاں جل گئے لوٹے گئے کاشانے بھی

اتنے پھولوں کو مسل کے بھی نہ دل شاد ہوئے
ہم کڑی دھوپ سے بچنے کو یہاں آئے تھے

اتنی جانوں کا لہو پی کے بھی سیری نہ ہوئی
اپنے حق میں تو یہ چھاؤں بھی گھنیری نہ ہوئی

امتحاں آتے ہی رہتے ہیں رہ الفت میں
اور پھر حسن کی اک چشم کرم کے جلوے

جذبہ شوق کو جو اور ہوا دیتے ہیں
ہر کٹھن وقت کو، ہر غم کو، بھلا دیتے ہیں

میرے امروز کا فردا یہ دکھایا کس نے
آج پھر کس نے پکارا ہے محبت سے مجھے

پیار کے نغمے میں ڈوبی یہ نوا کیسی ہے
"بے مکانی میں یہ دستک کی صدا کیسی ہے"

یہ وہی ذات ہے جو ہم پہ رہی سایہ فگن
جس نے ہر حال میں یوں اپنی حفاظت کی ہے

وہی ہستی جو ہر اک غم سے بچا لیتی ہے
جیسے ماں گود میں بچے کو اٹھا لیتی ہے

(امۃ القدوس)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad